سوز و ساز

حفیظ

Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

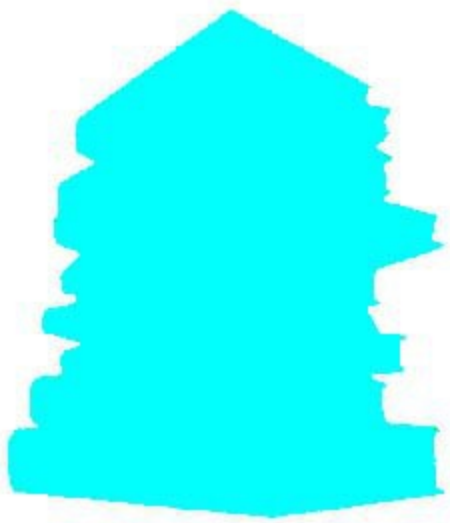

Marfat.com

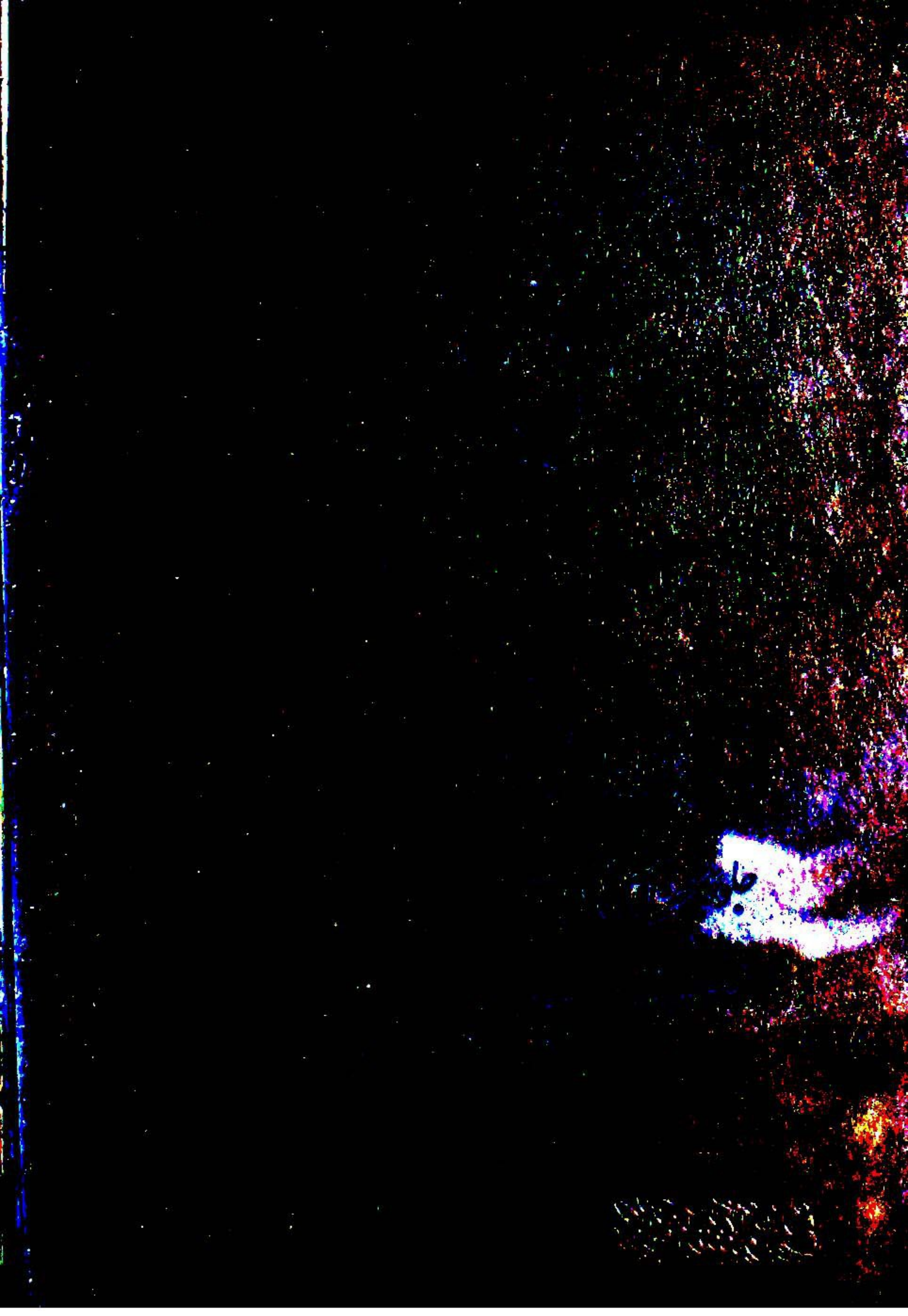

Marfat.com

سوز و ساز

Marfat.com

اشاعتِ اوّل دو ہزار
قیمت فی جلد عہ

Marfat.com

(جُملہ حقوق محفوظ)

سوروسازِ

یعنی

ابُوالاثر حفیظ جالندھری

کا

دُوسرا مجمُوعۂ سخن

جس میں "نغمہ زار" کے بعد کا وہ تمام متفرق کلام درج ہے
جس سے اُردو شاعری میں ایک بالکل نئے باب کا افتتاح ہُوا

سنہ ۱۹۳۳ء

مرکزِ تالیف واشاعت لاہور

Marfat.com

138643

پیر عبدالحمید نے کتابت کی

اور کریمی پریس لاہور میں

باہتمام میاں بدرالدین حسن صاحب طبع ہوئی

اور مصنّف نے

مرکزِ تالیف و اشاعت انارکلی لاہور سے شائع کی

(پرنٹر حکیم یوسف حسن)

Marfat.com

فہرستِ سوز و ساز

مضامین	صفحات
تہدیہ	۱
دیباچہ	۳
کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا	
مدینے کے مسافر	۳۵
راوی میں کشتی	۳۸
شامِ رنگیں	۴۲
چناب	۴۵
ہمالیہ	۴۹
صبح و شامِ کوہسار	۵۱
شہسوارِ کربلا	۵۶

Marfat.com

مضامین	صفحات
لاہور	۶۱
توبہ نامہ	۶۳
کیا پابندِ نَے نالے کو مَیں نے	
جاگ سوزِ عشق	۶۷
کرشن بنسری	۷۲
دل ہے پرائے بس میں	۷۴
پرانی بسنت	۷۸
پریت کا گیت	۸۱
فرشتہ کا گیت	۸۵
الفت کا اظہار	۸۷
اندھی جوانی	۸۹
حُسن اور موت	۹۳
کاہل کا گیت	۱۰۰

Marfat.com

مضامین	صفحات
یادِ رفتگاں	
والدہ کی موت	۱۰۹
غروبِ آفتابِ سخن — مرثیہ حضرتِ گرامی قدس سرہٗ	۱۱۵
ٹوٹی ہوئی کشتی کا ملاح — مرثیہ حضرت مولانا محمد علی قدس سرہٗ	۱۲۲
ننھی اصغری	۱۳۰
موت کا قافلہ	۱۳۴
عصائے پیری	۱۴۱
نیندوں کی بستی	۱۴۳
ایک لڑکی شاداں	۱۴۶
ارشاد کی یادیں	۱۴۹
صدا بہ صحرا	
درّہ خیبر	۱۵۳
شہر پومپی آئی کی آخری رات	۱۵۶

Marfat.com

مضامین	صفحات
شہیدوں کی عید	۱۵۹
کنجوس سرمایہ دار	۱۶۲
رقاصہ	۱۶۴
کوثر چکد از لبم بایں تشنہ لبی	
عیدِ میلاد النبی	۱۷۵
ہلالِ عید	۱۸۰
یہ عید ہماری عید نہیں	۱۸۶
میرا سلام لے جا	۱۸۸
جوہرِ ذاتی	۱۹۴
گلشنِ جنت	۱۹۶
تین نغمے (حفیظ۔ ٹیگور۔ اقبال)	۱۹۸
زخمہ بر تارِ رگِ جاں میزنم	
غزلیات	۲۱۱ تا ۲۳۹

Marfat.com

تہدیہ

اتفاق سے باغبان کی نظر ایک ایسے پودے پر
جا پڑی، جو خودرو تھا۔ وہ خوش ہوا اور اُسے خیال آیا،
کہ اگر یہ نہال سرسبز رہا، تو ضرور اچھا پھل لائیگا
یہ سوچ کر اُس نے اپنے ہاتھ سے لگائے ہوئے
پودوں کے ساتھ ساتھ اس نہالِ خودرو کی نگہداشت بھی
شروع کر دی۔ اور اس کو ہر موسم میں زمینی اور آسمانی
حوادث سے بچاتا رہا۔

اس پرورش کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ پودا، جو کسمپرسی
کی حالت میں تھا، اب جلد جلد بڑھنے لگا۔ آخر پھول

Marfat.com

اور پھل لے آیا۔ اُس کی شاخیں احسان کے بوجھ سے
جھُکی ہوئی تھیں اور اُس کے خام اور پختہ ثمر باغبان
کے سامنے تھے

حفیظ نے یہ تمثیل کہہ کر سوز و ساز کو اپنے
سب سے بڑے محسن
آنریبل جسٹس شیخ سر عبدالقادر صاحب قبلہ کے حضور
پیش کیا
ممدوح مُسکرائے اور یہ نذر قبول فرمالی

حفیظ اُن کا سپاس گذار ہے

۶-فروری ۱۹۳۳ء

Marfat.com

دیباچہ

(از پنڈت ہری چند اختر ایم، اے)

شاہنامۂ اسلام اور نغمہ زار وغیرہ کا مصنف اب کسی ماہرِ فن اور بلند آواز نقیب کی خدمات سے بے نیاز ہو چکا ہے۔ مہذب محفل میں نووارد ادھا جنبی کو بے شک تعارف کی ضرورت ہوتی ہے۔ اِس قاعدہ کی رُو سے جب حضرت حفیظ نووارد اور اجنبی تھے اُس وقت انکا تعارف اہلِ بزم سے کرا دیا گیا تھا۔ یعنی ۱۹۲۵ء میں جب اُن کے کلام کا سب سے پہلا مجموعہ "نغمہ زار" شائع ہوا تو ملک الشعرا حضرت مولانا گرامی قدس سرہٗ نے چند تعریفی یا تعارفی اشعار کہہ کر اور پروفیسر سیّد احمد شاہ صاحب بخاری (پطرس) نے چند سطورِ نثر لکھ کر یہ ضابطہ پورا کر دیا تھا۔ پھر جب ۱۹۲۷ء میں "نغمہ زار" دوسری مرتبہ شائع ہوا تو میرے دوست پروفیسر تاثیر ایم، اے نے ایک مختصر مگر جامع دیباچہ اس خیال سے بڑھا دیا کہ یہ طرزِ سخن بالکل نیا ہونے کے باعث اردو شاعری کی محفل میں نووارد کی

Marfat.com

حیثیت رکھتا تھا۔ اور اِس نرالے طرزِ سخن کی خصوصیات و امتیازات پر مختصر طور پر ہی سہی روشنی ڈالنا تعارف کی شرائط میں داخل تھا۔

پس جہاں تک بزمِ شعر و سخن میں تعارف و تقریب کا تعلق ہے یہ کام ضابطہ کی حد تک انجام پا چکا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ جس تعریف کے ساتھ پطرس نے حضرت حفیظ کو بزمِ شعر و سخن میں پیش کیا تھا وہ اس تعریف کے اہل ثابت ہوئے ہیں یا نہیں۔ اور اُن کے طرزِ شاعری کے متعلق جن خصوصیات اور امتیازات کا تاثیر نے دعوے کیا تھا۔ انہیں اہلِ بزم نے تسلیم کر لیا ہے یا نامطبوع اور نامقبول کہہ کر رد کر دیا ہے۔

کسی شاعر کے کلام اور طرزِ سخن پر ہم دو پہلوؤں سے نظر ڈال سکتے ہیں یعنی موجودہ قبولیت اور قبولِ دوام کی توقع۔ حضرت حفیظ کی موجودہ قبولیت کا یہ عالم ہے کہ ان کی شاعری اور طرزِ سخن کو نہ صرف قبولِ عام کا مرتبہ حاصل ہو چکا ہے بلکہ بقول پروفیسر تاثیر قبولیت کی مضرتیں بھی لاحق ہو گئی ہیں۔ ۱۹۲۳ء یعنی جب سے حضرتِ حفیظ نے مناظرِ قدرت کی تصویر کشی۔ چھوٹی چھوٹی مترنم بحروں میں جذبات کے اظہار اور دردِ دل کو ملکی دھنوں اور گیتوں کے سانچہ میں ڈھالنے کا آغاز کیا ہے۔ اردو کا کوئی رسالہ اُٹھا کر دیکھئے۔ شعر و سخن کی کسی محفل میں شریک ہو کر اندازہ کیجئے

Marfat.com

آپ کو بیک وقت حفیظ کے تتبع کے متعدد نمونے نظر آئیں گے۔ اس میں شک نہیں کہ تتبع کرنے والوں میں سے اکثر و بیشتر فطری مناسبت سے محروم ہونے کے باعث بہت بُری طرح ٹھوکریں کھاتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو مضحکہ کا سامان بنا لیتے ہیں لیکن سوال کامیاب یا ناکام نقل کا نہیں بلکہ رجحان اور قبولیت کا ہے۔ بے بضاعت اور کم سواد لوگوں کی لغزشوں کو آپ قبولیت کی مضرتیں کہہ سکتے ہیں۔ لیکن اگر تتبع واقعی قبولیت کا سب سے نمایاں اعتراف ہے تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ "رنگِ نو" جس کی تخلیق کا باعث حفیظ ہے اُردو دنیا کو بڑی حد تک متاثر کر چکا ہے۔ ایک طرف سخن فہم اور ذوقِ صحیح رکھنے والا طبقہ حفیظ کو مخترع تسلیم کر رہا ہے۔ دوسری جانب سخن سنج معاصرین کو یہ سیلابِ رنگ بہائے لئے جا رہا ہے۔ مبتدیوں کا ذکر نہیں کہنہ مشق اور پرانے "سکول" کے مستند شعرائے اردو بھی اس "طرزِ نو" کا تتبع کرتے نظر آتے ہیں۔ اِس سے ظاہر ہے کہ یہ طرز نہ صرف مقبول ہو رہا ہے بلکہ قدامت پرستی کے وہ دعوے دار بھی جو ابتدا میں بعض گفتنی یا ناگفتنی وجوہ کی بنا پر حضرتِ حفیظ کی جدّت کو بدعت قرار دے کر ناک بھوں چڑھایا کرتے تھے اب اپنے کو حفیظ کے تتبع پر مجبور پاتے ہیں۔

Marfat.com

قبولِ دوام کے متعلق میں تسلیم کرتا ہوں کہ فیصلہ کرنے میں جلد بازی سے کام لینا سخت خطرناک ہے۔ قبولیت ایک عجیب و غریب مخلوق ہے کہ مر مر کر زندہ ہوتی ہے اور جی جی کر مرتی ہے۔ ایک وقت پر جسے کوئی پوچھتا بھی نہ ہو کچھ مدت کے بعد وہی پوجنے لگتا ہے۔ اور کل جس کے جھنڈے گڑے تھے آج اس کا کوئی نام بھی نہیں لیتا۔ اندھا شاعر ہومر جب دنیا میں موجود تھا تو اُس کے اشعار سُن کر کوئی بھیک بھی مشکل سے دیتا تھا۔ لیکن اُس کے مرنے کے بعد ایک زمانہ ایسا آیا کہ یونان کے وہی سات شہر جن کے گلی کوچوں میں وہ دربدر خاک بسر لاٹھی ٹیکتا پھرتا تھا اُس کی جائے ولادت ہونے کا فخر حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے لڑنے جھگڑنے لگے + ایرانی شعرا میں سے ایک طرف عمر خیام ہے جس کی قسمت دیکھئے کتنی مدت کے بعد جاگی اور کہاں جا کر جاگی۔ دوسری جانب حافظ شیراز ہیں کہ ان کی قبولیت ان کی زندگی سے اس وقت تک بدستور قائم ہے۔ اور نہ جانے کب تک قائم رہے گی + اُردو شاعروں میں غالب اور ذوق کو لیجئے۔ اپنی زندگی میں ذوق ملک الشعرا خاقانی ہند تھا اور غالب مہمل گو۔ لیکن آج ملکِ سخن میں غالب کا سکّہ رواں ہے اور ذوق

Marfat.com

کی شہرت کو آزاد مرحوم کا وہ سحر کار قلم بھی قائم نہ رکھ سکا جس نے اس ٹمٹماتے ہوئے چراغ کو آفتابِ عالمتاب ثابت کرنے کی کوشش میں اردو شاعری کو کم از کم پچاس سال پیچھے پھینک دیا۔

اِن حالات کے پیشِ نظر بظاہر یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ قبولیت کے پیدا ہونے کا وقت مقرر کرنا اور اس کے بڑھنے پھیلنے گھٹنے سمٹنے سے اس کی عمر کا اندازہ لگانا سخت مشکل ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ ابنائے زمانہ کس کو کس وقت زندہ درگور کر دینگے اور کس کی ہڈیاں قبر سے نکال کر سر پر رکھ لیں گے۔ آنکھوں سے لگائیں گے؟

لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان ظاہری موانع کے باوجود قبولِ دوام کے متعلق تھوڑا بہت اندازہ کر لینا ناممکن نہیں۔ مندرجہ بالا بیان سے قبولیت کے اندازہ کی دشواریوں کے علاوہ کچھ اور بھی معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جن شعرا کو ہمعصروں کی بدمذاقی اور مذہبی مجلسی یا مقامی تعصبات کے باعث یا بعض دیگر حالات کی بنا پر اپنی موت کے بعد قبولیت حاصل ہوئی اُنکے کلام میں کچھ ایسی باتیں ضرور موجود تھیں جن کا کسی نہ کسی وقت مرغوبِ خلائق ہونا لازمی امر تھا + حافظ کے کلام میں اکثر باتیں وقت کی ضرورت اور حالات کے مطابق تھیں مگر طرزِ سخن اور موضوعِ کلام اس قدر نمایاں مقامی رنگ کے باوجود زمان و مکاں کی

Marfat.com

زنجیروں میں ایسی بُری طرح جکڑے ہوئے نہیں تھے کہ آئندہ زمانہ اور دیگر ممالک کے باذاق لوگ حافظ کے کلام سے محظوظ اور مستفید نہ ہو سکیں چنانچہ وہ اپنی زندگی میں بھی مقبول ہوا اور اب تک مقبول چلا آتا ہے + خیام کے ساتھ جو سلوک ہوا وہ نہ صرف اُس کے ہمعصروں کی بدذاقی اور تنگ نظری پر دال ہے بلکہ اس افسوسناک حقیقت کا بھی کھلا ہوا ثبوت ہے کہ ایشیائی نقاد یورپی عینک کے بغیر اپنی بصارت کو قابلِ اعتبار نہیں سمجھتے۔ اور بعض اوقات تو انہیں اس عینک کے بغیر کچھ سجھائی ہی نہیں دیتا + غالب کی مثال سے جہاں وقتی رائے کی بے وقعتی کا اندازہ ہوتا ہے وہاں یہ راز بھی کھلتا ہے کہ بعض قابلِ قدر جدتیں قبل از وقت معرضِ وجود میں آکر کچھ مدت کے لئے نامطبوع بلکہ مردود ہو جاتی ہیں مگر وقت آنے پر اُنکی ایسی قدر ہوتی ہے کہ ملک کے لٹریچر میں دائمی جگہ حاصل ہو جاتی ہے + پس اگر عام شعری محاسن کے علاوہ کسی شاعر کے کلام کی نمایاں خصوصیات اور دلچسپی کی وسعت کو پیشِ نظر رکھ کر قبولِ دوام کا اندازہ کیا جائے تو اغلب یہی ہے کہ وہ اندازہ بہت بڑی حد تک درست ہوگا۔ اور میرا خیال ہے کہ اگر اس کسوٹی سے کام لیا جائے تو ان مبصرین کی رائے کو درست تسلیم کر لینے میں ذرا بھی تامّل نہیں ہوتا جن کے نزدیک اردو ادب میں حفیظ کی شاعری کا مقام جاودانی ہے +

حضرتِ حفیظ کے کلام اور طرزِ سخن کی اہمیت اور قدر و قیمت کا اندازہ

Marfat.com

کرنے سے پہلے چند امور کا ذہن نشین کر لینا ضروری ہے۔ عام طور پر کسی شاعر کے نتائجِ طبع کو اس نظر سے دیکھا جاتا ہے جیسے وہ متقدمین کی تصانیف اور موجودہ ماحول سے الگ تھلگ یکایک ایک خلا میں پیدا ہو گئے ہوں۔ ان پر غور کرتے وقت اس امر کو بالکل نظر انداز کر دیا جاتا ہے کہ جس وقت اس خاص مصنف نے قلم سنبھالا اُس وقت ملک کا لٹریچر کس مرحلہ تک پہنچ چکا تھا۔ اور مصنف کے معاصرین کا عام رجحان کیا تھا لیکن یہ طریقہ درست نہیں۔ کیونکہ اس طرح مصنف کے کارناموں کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا۔ بڑے بڑے مصنفوں پر ہر کہ آمد عمارتِ نو ساخت کا مقولہ خواہ کتنا ہی صادق آتا ہو لیکن اِس حقیقت سے انکار نہیں ہو سکتا کہ دنیائے ادب کی ہر ایک بستی میں ان عمارتوں کی بنیادیں قدما کے کارناموں کی صورت میں پہلے ہی موجود ہوتی ہیں اور ہر نئے مصنف کو اپنی عمارت اِن بنیادوں پر کھڑی کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے کسی نئے معمار کی چابکدستی کا اندازہ صرف عمارت کی ساخت یا شکل و صورت سے نہیں ہو سکتا بلکہ ساتھ ہی یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ اُس نے یہ عمارت کن بنیادوں پر کھڑی کی اور اِن بنیادوں پر اس قسم کی عمارت اُٹھانے میں کس قدر ہنرمندی کی ضرورت تھی۔

اسی طرح ہر مصنف اپنے ماحول سے بھی لازمی طور پر متاثر ہوتا ہے۔ کسی

Marfat.com

قوم کی تاریخ کو اگر اس کے سوانح حیات قرار دیا جائے۔ تو لٹریچر کو اسکے خود نوشت سوانح حیات کہنا بالکل بجا ہوگا۔ اس لئے کسی زمانہ کے مصنفوں کی تصانیف ایک طرف تو قوم کے خود نوشت سوانح حیات کا ایک باب ہوتی ہیں اور دوسری جانب یہ باب خود اس زمانہ کی روداد پر مشتمل ہوتا ہے + کسی دور کے ادبی کارناموں سے ہم اس زمانہ کے متعلق بہت سی باتوں کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ چنانچہ مختلف محققین نے اپنی تحقیقات کے سلسلہ میں لٹریچر سے بہت کچھ فائدہ اٹھایا ہے + اس سے ظاہر ہے کہ کوئی مصنف ماحول کے اثرات سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اُسے قوم کے خود نوشت سوانح عمری کے اس باب کی تکمیل میں حصّہ لینا پڑتا ہے جو خود اسکے زمانہ کی داستان کا حامل ہوتا ہے۔ پھر وہ ماحول سے بے نیاز کیونکر ہو سکتا ہے؟ پس کسی مصنف کی تصانیف کو خلا کی پیداوار سمجھنے کے بجائے ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ اُس نے اپنے زمانہ کی داستان لکھنے میں کس قدر حصہ لیا۔ یہ حصہ کس خوبی سے لکھا گیا اور اس حصّے کو نہ صرف اس باب میں جس کا تعلق اس زمانہ سے ہے بلکہ ساری داستان میں کس قدر اہمیت حاصل ہے +

پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ شاعر اپنی زبان اور ادب کی خدمت دو طریقوں سے کر سکتا ہے + یا تو وہ پرانی روش پر چل کر ملکی ادب کی تکمیل و تزئین میں حصہ لے اور یا پھر اپنے لئے نئی راہیں نکال کر ملک و قوم کے ادبی سرمایہ میں بیش بہا

Marfat.com

اور قابلِ قدر اضافہ کا باعث بنے + اس میں شک نہیں کہ ہر زمانے میں کسی قوم کا ادب بعض خاص رائج الوقت رجحانات کے ماتحت پرورش پاتا ہے۔ لیکن ایک طباع شاعر جہاں پرانی روش کو چھوڑ کر نئی راہ اختیار کر لیتا ہے وہاں اسے اپنے عہد کی رسمی زنجیروں کو توڑ ڈالنے میں بھی تامّل نہیں ہوتا اور وہ اپنے زورِ طبع سے معاصرین کا مذاق بدل کر لٹریچر میں انقلاب پیدا کر دیتا ہے + وہ سراسر زمانہ کے مذاق کے تابع رہ کر عام رو میں بہ جانے پر قانع نہیں ہو سکتا۔ بلکہ بازار کی مانگ کی نسبت زمانے کی ضرورت کا زیادہ خیال رکھتا ہے + اور اسی ضرورت شناسی پر اسکے تفوق کا انحصار ہے +

حفیظ کے طرزِ سخن کو کسی خاص ندرت یا ایک آدھ جدت کی بنا پر اچھوتا نہیں کہا جاتا بلکہ اُردو شاعری کی عام روش اور افتاد کو مدِ نظر رکھیں تو حفیظ کی شاعری ہر لحاظ سے نرالی ہے۔ موضوعِ کلام۔ مضمون و خیالات۔ بحور و قوافی کے استعمال اور موضوعِ کلام سے ان کی مناسبت۔ اندازِ منظر کشی اور مناظر کا تجزیہ۔ تشبیہات و تلمیحات غرض کسی پہلو سے دیکھئے حفیظ کا کلام انقلاب انگیز جدتوں کا حامل نظر آئے گا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جس چیز کو ہم اب تک "ہماری شاعری" کہتے رہے ہیں وہ اکثر و بیشتر اس کے سوا کسی اعتبار سے ہماری نہیں کہ اس کے مصنف ہندوستان میں پیدا ہوئے

Marfat.com

تھے۔ اِس شاعری میں خیالات وجذبات۔ محاورات وطرزِ تکلّم "پشت منظر" (بیک گراؤنڈ) اور اصل تصویر سب کچھ ایران کا ہے اور ہندوستان کا کچھ بھی نہیں۔ حتیٰ کہ اس شاعری کی بنا پر تہذیب وتمدن اور طرزِ معاشرت وغیرہ کا مقابلہ کر کے اگر کوئی مستشرق ہندوستان کو مملکت ایران کا ایک صوبہ یا ضلع کہہ دے تو میرے خیال میں ہمیں اس کو مطعون کرنے کا کوئی حق نہ ہوگا +

نغمہ زار کے دیباچہ میں پطرس لکھتے ہیں "ہمارے شاعر برسوں سے تُرکِ شیرازی پر مست ہیں +" یہ فقرہ بڑا بلیغ اور پُر معنی ہے۔ اس میں وہ سب کچھ موجود ہے جو اس قسم کی مصنوعی اور صرف شاعر کی اپنی ذات کو فریب میں مبتلا رکھنے والی شاعری کے متعلق بجا طور پر کہا جا سکتا ہے اور جس کی بنا پر ہماری اردو شاعری نے عام طور پر ایک غیر فطری شکل اختیار کر لی ہے + لیکن اگر اس فقرے کے صرف الفاظ ہی کو لیا جائے تو یہ صورتِ حالات بھی کچھ کم باعثِ ندامت نہیں + مانا کہ ہندوستان میں رستم واسفندیار ایسا کوئی کوئی شہزور پیدا نہیں ہوا۔ اور ابتدائے آفرینش سے آج تک کسی ہندوستانی کو گرز اور کمان سے کام لینے کی طاقت اور اہلیت عطا نہیں ہوئی۔ مانا کہ تیغِ ہندی کی تعریف بھی ایرانی شاعروں نے محض مروت کی

Marfat.com

راہ سے بالشاید برسبیلِ استہزا کردی تھی اور اس لئے ہمیں اپنی رزمیہ شاعری میں اس کا ذکر بھی نہیں کرنا چاہئے۔ یہ بھی تسلیم کہ یہاں تہذیب وتمدن کی روایات سرے سے موجود ہی نہیں۔ لیکن کیا اس وسیع برِ اعظم میں جہاں دنیا کی انسانی آبادی کا پانچواں حصہ بستا ہے۔ کسی کم بخت کو عاشق ہو جانے کی بھی توفیق نہیں ہوئی؟ اور اگر ہوئی تو کیا اس کا محبوب ایسا ہی گیا گزرا تھا کہ ہمارے شاعروں کو اس کا ذکر تک گوارا نہیں؟

یہ تو خیر اپنی اپنی پسند کی بات سہی لیکن ہمارے اکثر شعرا کو ہندوستان کی قدیم یا موجودہ زندگی میں بھی کوئی ایسی خصوصیت نظر نہیں آتی جو کلیتہً ہندوستانی ہو۔ اور تو اور یہاں کے موسم اور قدرتی مناظر بھی کسی اعتبار سے قابلِ امتیاز نہیں معلوم ہوتے۔ مثلاً بسنت ہندوستان میں بہار کا پیش خیمہ ہے اور ہمارے موسمِ بہار کی چند خصوصیات بھی ہیں لیکن ہمارے شاعروں کے موسمِ بہار میں وہی "چمن در [illegible]" کا [illegible] سے عمل" اٹھتا ہے۔ اور "تیغِ اردی" ملکِ خزاں کو [illegible] کرتی ہے۔ [illegible] کی قلمکاریوں کا مقابلہ صرف مانی اور بہزاد کے کارناموں سے ہو سکتا ہے۔ سرسوں نہیں پھولتی بلکہ زمین پر عکسِ گلبن پڑتا ہے۔ نرگسِ شہلا کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ پھر ان ایرانی باغوں اور مرغزاروں میں بلبل کے سوا

Marfat.com

اور کس کا زمزمہ فردوسِ گوش بن سکتا ہے؟

علیٰ ہذا اس موسم کا استقبال بسنت یا ہولی منا کر نہیں بلکہ ایسے انداز میں کیا جاتا ہے جس سے کنارِ رکنا باد کی بزمِ مے نوشی اور گلگشتِ مصلّیٰ کا خط حاصل ہو + پھر لطف یہ ہے کہ یہ سب کچھ تو ایران میں ہوتا ہے اور بہار ہندوستان میں آجاتی ہے!! اب اس بہار کے ذکر سے کسی ہندوستانی کے دل میں کن وافتات اور کن مناظر کی یاد تازہ ہو سکتی ہے؟ اور جب اُن بیچاروں کو اس شاعری میں کوئی چیز مانوس ہی معلوم نہ ہو تو وہ اس سے کیا لطف حاصل کر سکتے ہیں؟

بخلاف اس کے حفیظ کے ہاں بسنت میں سرسوں پھولتی ہے۔ باغوں اور کھیتوں میں ہندوستانی بہار آتی ہے۔ لڑکے ڈور اور پتنگ کی خاطر باہم دست وگریباں ہوتے ہیں۔ کوئی مار کھاتا ہے اور کوئی ہنستا کھلکھلاتا ہے۔ خون میں جوش آتا ہے۔ عشق وجنوں کی مستی پیدا ہوتی ہے۔ اور دوسری جانب گھر میں ایک عصمت مآب شوہر پرست ہندوستانی عورت سے پھولوں کے زرد گہنے تو پہن لئے ہیں۔ لیکن شوہر پردیس میں ہے۔ اس لئے ؎

Marfat.com

ہے مگر اُداس
نہیں پی کے پاس
غم و رنج و یاس
دل کو پڑے ہیں سہنے

اسی طرح برسات آتی ہے تو جہاں باغوں میں بلبلوں کے بجائے کوئل کی کُو کُو اور پپیہے کی پی کہاں سنائی دیتی ہے وہاں آموں کے نیچے جھولے ڈال کر پینگیں بڑھانے والی ماہ پیکروں کے پیارے پیارے گیتوں کی میٹھی رسیلی تانیں بھی فردوسِ گوش بنتی ہیں + ساتھ ہی حفیظ ننھی بچیوں کی ہنڈ کلھیا اور گڈے گڑیا کی شادی کو بھی نہیں بھولتا + ذرا یہ جھولے کا منظر دیکھئے کس قدر مانوس معلوم ہوتا ہے۔ اور شاعر کی نظر جزئیات پر کس انداز میں پڑتی ہے + لیکن ہندوستانی عورت کی نمایاں نریں خصوصیات اس مستی اور الھڑپنے کی ہڑبونگ میں بھی حفیظ کے پیشِ نظر رہتی ہیں۔ چنانچہ جھولا جھولنے والیاں ہنستے کھیلتے مسکراتے منہ چڑاتے اور ہلڑ مچاتے مچاتے یکایک جھینپ بھی جاتی ہیں۔ اور اس کے بعد ؎

Marfat.com

اٹھلا رہی ہیں اترا رہی ہیں
خوبانِ ہندی حورانِ ارضی رونق گھروں کی
نازک دوپٹے رنگین ہلکے
سر پہ سنبھالے شانوں پہ ڈالے
بہنہ لاکھ برسے جی لاکھ ترسے
نکلیں نہ گھر سے
شوہر کے ڈر سے

پھر بھی نہیں بلکہ ؎
اپنی نظر سے شرما رہی ہیں

نسیمہ زار کی ان نظموں اور جلوۂ سحر ستاروں بھری رات وغیرہ کو چھوڑ کر سوز و ساز کی نظموں کو دیکھئے تو ان میں بھی یہ مقامی رنگ اسی طرح نمایاں نظر آئے گا۔ پریت کا گیت۔ چاندنی میں کشتی شامِ رنگیں جاگ سوزِ عشق اور حباب وغیرہ کو پڑھ کر قدیم اور موجودہ اردو شاعری سے مقابلہ کیجئے۔ زمین آسمان کا فرق نظر آتا ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ اس مقامی رنگ کے باوجود نظموں کی دلچسپی محدود نہیں ہوتی۔ بلکہ غیر ہندی شائقینِ ادب کو بھی اس سے وہی حظ حاصل ہوگا جو خالص

Marfat.com

ہندوستانی شاعری سے ہونا چاہیئے اور یہ حفیظ کی قادرالکلامی اور وجدانِ صحیح کا سب سے بڑا ثبوت ہے +

تشبیہات و تلمیحات اور بحور و قوافی کے معاملہ میں بھی اردو شاعری اصولی نقائص سے خالی نہیں۔ دوسری زبانوں میں تشبیہ و استعارہ اور تلمیحات کے مانوس ہونے کے باعث عوام الناس بھی شعر سے پورا پورا حظ حاصل کر سکتے ہیں اور شاعرانہ اشاروں کنایوں کو فوراً سمجھ لیتے ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں شاعری کی فضا اس قدر نامانوس ہوتی ہے کہ عوام تو درکنار خواص بھی شعر سے وہ لطف حاصل نہیں کر سکتے جو مانوس فضا میں ایک خاص تڑپ کا حامل ہوتا ہے + بحور و قوافی کا سلسلہ بہت بڑی حد تک اجنبی ہے۔ چنانچہ ہندوستانی موسیقی اور اردو شاعری کے تال سم میں بظاہر کوئی تعلق نظر نہیں آتا۔ ملکی دھنوں سے مسلسل غفلت بلکہ دانستہ بے اعتنائی روا رکھی گئی ہے حتیٰ کہ ہندوستانی گیت اردو شاعری کے نام نہاد عروضیوں کو اس لئے غیر موزوں معلوم ہونے لگتے ہیں کہ ان میں ملکی زحافات سے کام لیا جاتا ہے + کیا یہ افسوسناک بات نہیں کہ جو سُر اور تال ہندوستانیوں کی روح میں بسے

Marfat.com

ہوئے ہیں۔ان کو تو اجنبی اور غیر مانوس گردانا جائے اور غیر مانوس زیر و بم ہمارے اشعار کی موزونیت یا عدم موزونیت کا معیار بنا لئے جائیں ؟ یہی وجہ ہے کہ ہمارے شعرا کو موزونیت کے قدرتی معیار سے کام لینے کے بجائے جس میں لازمی طور پر نسبتاً بہت جلد مہارت حاصل ہو سکتی ہے ایک اجنبی یا تقریباً اجنبی میزان کا استعمال سیکھنا پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اردو شعرا میں سے پانچ فیصدی بھی عروضی نکات سے کما حقہٗ واقفیت کا دعوے نہیں کر سکتے +

لیکن سوال صرف عروضی مہارت کا نہیں۔اصل بحث یہ ہے کہ آیا یہ عربی اور ایرانی اوزان سب کے سب ہندوستانی کانوں کو مانوس اور پسندیدہ معلوم ہوتے ہیں ؟ اس میں شک نہیں کہ ان میں سے بعض اوزان ہمارے ہاں پہلے ہی موجود ہیں یا کم از کم ہندوستان میں بھی خوشگوار معلوم ہو سکتے ہیں + ان سے ضرور کام لیا جائے۔لیکن جو اوزان قطعاً اجنبی اور مانوس ہونے کے باعث ناگوار معلوم ہوتے ہیں ان بھاری پتھروں کو چوم کر چھوڑ دیا جائے تو کیا حرج ہے ؟ مثال کے طور پر بحر منسرح کو لیجئے۔یہ عربی بحر ایرانی فضا میں بھلی معلوم ہوتی ہے۔اگر کوئی ایرانی شاعر اس بحر میں لکھا

Marfat.com

ہُوا فارسی کلام اپنے مخصوص لہجہ میں پڑھ کر سنائے تو واقعی حظ حاصل ہوتا ہے۔ لیکن اردو شاعری کے لئے یہ بحر نہ صرف اجنبی معلوم ہوتی ہے بلکہ اس میں لکھے ہوئے اُردو اشعار کے متعلق غیر موزونیت کا گمان ہونے لگتا ہے + ممکن ہے بعض لوگ اس بحر کو زورِ طبع کی نمائش کے لئے ضروری سمجھتے ہوں۔ مگر اس نمائش کا نتیجہ "مغزِ ما خورد و حلقِ خود بدرید" کے سوا کچھ نہیں۔ پس اگر ایرانی شعراء اس بحر پر جان چھڑکتے ہیں تو چشمِ ما روشن دلِ ما شاد لیکن ہمیں خواہ مخواہ پتھر ڈھونے کی کیا ضرورت ہے؟

میں یہ نہیں کہتا کہ حفیظ نے قدیم رنگ اور قدیم طرزِ سخن سے کوئی سروکار نہیں رکھا یا اجنبی عروض سے کامل بے اعتنائی کا برتاؤ کیا ہے + حفیظ کے ہاں بھی اُردو شاعری کی قدیم خصوصیات موجُود ہیں۔ اور ایسا ہونا ضروری تھا۔ کیونکہ حفیظ کو اپنی عمارت اُنہی بنیادوں پر کھڑی کرنی تھی اور وہ ماحول کے اثر سے بھی محفوظ نہیں رہ سکتا تھا + لیکن باذاق حضرات پر کلامِ حفیظ کے مطالعہ سے فوراً واضح ہو جائیگا کہ قدیم رنگ میں بھی شاعر نے خذ ما صفا دع ما کدر پر عمل کرتے

Marfat.com

ہوئے تقریباً تمام فضولیات کو ترک کر دیا ہے اور عام طور پر صرف اُنہی خصوصیات کو لیا ہے جو ہر لحاظ سے پسندیدہ یا کم از کم قابلِ برداشت تھیں + اس کے ساتھ ہی جدّت کا پہلو اس قدیم رنگ میں بھی نمایاں ہے +

میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ شاعر اپنی زبان اور ادب کی خدمت دو طریقوں سے کر سکتا ہے۔ قدیم اور رائج الوقت طرز کی تکمیل میں حصہ لے کر یا نئی راہیں نکال کر + لیکن حضرت حفیظ کے متعلق بے تامل یہ دعوےٰ کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے ہر دو طریق اختیار کئے۔ اور دونوں پہلوؤں میں نہایت ہی نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ قدیم اردو شاعری اور قدیم طرزِ سخن کی تکمیل و تزئین اور اصلاح و تہذیب کے سلسلے میں حفیظ کے کارنامے اس قدر اہم اور قابلِ قدر ہیں کہ اُردو شاعری ہمیشہ اُن کی ممنونِ احسان رہے گی۔ لیکن حفیظ کا پروگرام یہیں ختم نہیں ہو جاتا بلکہ یہ تزئین و تہذیب ابتدا تھی اس انقلاب کی جو حفیظ نے اردو شاعری میں پیدا کیا ہے اور جس کے بغیر ہمارا ادب بڑی حد تک پسماندہ تھا۔ مثلاً اُردو ادب کا دامن مناظرِ فطرت کی تصویروں سے خالی ہے۔

Marfat.com

اور گیت کا تو ذکر ہی جانے دیجئے۔ یہ وہ صنف ہے جس کی طرف کسی نے توجہ ہی نہیں کی۔ حالانکہ شعر اور موسیقی کا چولی دامن کا ساتھ ہے موسیقی اور ہندوستانی موسیقی۔ جو ہندوستانی طبائع پر زبردست اثر رکھتی ہے کیا اس کا اُردو شاعری پر اتنا حق بھی نہ تھا۔ کہ ہمارے شعرا اپنے سوز و گداز کا اظہار کرتے وقت اُس سے کام لیتے؟

دنیا بھر کی زبانوں میں گیت کو ذوق و مستی اور سوز و گداز کا بہترین مظہر مانا گیا ہے۔ اردو شاعری میں حفیظ اس مخصوص صنف کا موجد ہے اور کامیاب موجد۔ اس کے گیتوں نے اردو شاعری میں ایک نئی لذت ایک نیا رس پیدا کر دیا ہے۔

تقریباً یہی کیفیت حفیظ کے اندازِ منظر کشی کی ہے۔ وہ کبھی وزن یا تشبیہ و استعارہ ہی سے نہیں۔ اپنی نظم کے ایک ایک لفظ سے ایک ایک منظر کی تصویر کھینچ دیتا ہے۔ وہ اپنے پیش نظر منظر کے لئے ہر لحاظ سے مناسب بحر اور مناسب الفاظ استعمال کرتا ہے۔ اس انتخاب اور استعمال میں حسنِ صوتی اور حسنِ معنی دونوں سے کام لیتا ہے۔ اور اس طرح وہی کیفیت دوسرے پر وارد کر دیتا ہے جو خود اس

Marfat.com

کے دل پر اثر انداز ہوتی ہے +

حفیظ کا فن یہ ہے۔ کہ لفظ دوسرے لفظ پر۔ مصرع دوسرے مصرعے پر اور شعر دوسرے شعر پر اس طرح اضافہ کرتا ہے جس سے دیدہ و دل کے سامنے پوری تصویر بے نقاب ہوتی جاتی ہے۔ اور یہ سب کچھ اس لطافت اور سادگی اور دلآویزی کے ساتھ۔ کہ اس میں شاعر کی اپنی ذات اور گرد و پیش کی خصوصیتیں زائل نہیں ہونے پاتیں +

منظر کشی کا یہ اسلوب قادر الکلامی اور قوت اختراع کا زبردست ثبوت ہے۔ اس کو دیکھ کر تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ حفیظ کے اس رنگِ سخن نے "فطری شاعری" کی دنیا میں ایک بالکل نئے اور انقلاب انگیز باب کا اضافہ کیا ہے +

بحور و قوافی کے متعلق حفیظ کا اجتہاد اس قدر اہم ہے کہ ان کی شاعری کی نمایاں ترین خصوصیت بن گیا ہے + "ڈگر پرست" فاعلاتنیوں کے جذبات کا احترام اس پہلو میں بھی ملحوظ رکھا گیا ہے۔ لیکن صرف اس قدر کہ دوسری جانب ہندوستانی کانوں کو

138643

Marfat.com

سمع خراشی کی شکایت کا موقع پیدا نہ ہونے پائے + پھر انہوں نے
بعض اجنبی بحور و اوزان کو چھوڑ دینے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ ان
کی جگہ نئے اوزان پیش کر کے اردو شاعری کے سرمایہ میں اضافہ اور
میدان میں وسعت پیدا کی ہے + چند بحور و اوزان کو ترک کر دینا
کسی با مذاق شاعر کے لئے کچھ ایسی بڑی بات نہیں - اصل کام نئے
اوزان کی تلاش کا تھا جس میں انتخاب اور انتخاب در انتخاب کی
ایسی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے کہ ان پر قابو حاصل کر لینا حفیظ ہی
کا کام تھا - ظاہر ہے کہ غیر مانوس اور سمع خراش اوزان کے بجائے
محض چند ہندوستانی اوزان پیش کر دینا کافی نہ تھا بلکہ ایسے
نعم البدل منتخب کرنے کی ضرورت تھی جنہیں اُردو شاعری آسانی سے
قبول کر لے - اور یہ اسی صورت میں ممکن تھا کہ ان کی چولیں اردو
شاعری کے موجودہ ڈھانچے میں بالکل ٹھیک بیٹھ جائیں + پھر ان
نئے اوزان کو کامیابی سے رواج دینے کے لئے ضروری تھا کہ کسی
موضوع پر نظم لکھتے وقت ان منتخب اوزان میں سے بھی ایسا وزن
منتخب کیا جائے جو نفسِ مضمون کے ساتھ پوری پوری مناسبت رکھتا

Marfat.com

ہو۔ آپ نے اپنی عمر کے کسی حصہ میں اس قسم کی داستانیں سنی ہونگی۔
کہ ایک مرتبہ جب کہ آسمان پر بادلوں کا نام و نشان تک نہ تھا اور
آفتابِ عالمتاب پوری شان سے جلوہ افروز تھا بیجو باورا نے
ملہار گایا اور آناً فاناً گھنگھور گھٹائیں اُٹھ کر موسلا دھار مینہ برسانے
لگیں۔ یا تان سین نے آدھی رات کو دیپک راگ چھیڑ دیا اور شہر
بھر کے بجھے ہوئے چراغ خود بخود روشن ہو گئے۔ آپ ان افسانوں
اور ایسے خیالات کے متعلق مشہور و معروف روایت کو من گھڑت اور ایام
جہالت کی فرضی یادگار جو چاہیں کہہ لیں لیکن موضوعِ کلام اور بحور
و اوزان کی باہمی مناسبت کی ضرورت اور اہمیت کی طرف جو
اشارہ ان میں موجود ہے اسے نظر انداز نہیں کر سکتے۔ دور کیوں
جائیے خود مروجہ بحور و اوزان میں سے بعض خاص اوزان کو اُردو
شاعری میں بھی بعض خاص موضوعات کے لئے مخصوص یا قابلِ
ترجیح سمجھا جاتا ہے۔

حفیظ نے اس انتخاب میں جس بالغ نظری اور ذوقِ صحیح
کا ثبوت دیا ہے وہ اردو شاعری میں اپنی مثال آپ ہے۔ "بسنت"

Marfat.com

اور "ابھی تو میں جوان ہوں" کے "چلنت" اوزان میں کس قدر مستی ہے کتنا جوش ہے! "جلوۂ سحر" کے نفسِ مضمون سے قطعِ نظر صرف زیر و بم ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ساری کائنات خوابِ راحت سے بیدار ہو گئی ہے اور ایک آخری انگڑائی کے ساتھ تمام سستی اور غنودگی کو پرے جھٹک کر روزانہ معمولات کے لئے تیار ہو رہی ہے۔ دوسری جانب "تاروں بھری رات" سنتے وقت نہ صرف دنیائے ہست و بود کے محوِ خواب ہونے کا یقین ہو جاتا ہے۔ بلکہ خود سامعین پر بھی غنودگی طاری ہونے لگتی ہے + "برسات" کی نظم جتنی دیر آپ سنتے رہیں یہی محسوس ہو گا کہ آپ برسات کے موسم میں کسی باغ کی سیر کر رہے ہیں۔ جھولا جھولنے والیاں ملار گا رہی ہیں اور اُن کے ارمانوں بھرے گیت سُن کر دل میں ہوک سی اُٹھ رہی ہے +

اسی طرح سوز و ساز کی نظموں میں "فرشتہ کا گیت" دیکھئے اس کا وزن آسمانی نغموں کے لئے کس قدر موزوں ہے! کانوں کے ساتھ دل بھی یہی محسوس کرتا ہے کہ ایک رحمت کا فرشتہ ہاتھ میں

Marfat.com

چھوٹی سی ستار لئے بے فکری کے عالم میں تانیں اڑاتا پھر رہا ہے کہ ؎

دیکھ اُس دنیا کا نظّارہ
میرے ساز کے تاروں میں

"پریت کے گیت" میں "پریم رس" کی مسلسل "قطرہ زنی" دل کو بغض وعناد کے میل سے پاک کرتی محسوس ہوتی ہے لیکن اس تقاطر کے آگے آگے نظم کا وزن دل میں پریم رس کو قبول کرنے کی صلاحیت پیدا کرتا جاتا ہے + "جاگ سوزِ عشق" کو پڑھئے شاعر کے ساتھ نظم کا وزن بھی فریاد کر رہا ہے + "شہسوار کربلا" ایسی نظمیں عام طور پر صرف اظہارِ عقیدت کیلئے لکھی جاتی ہیں لیکن حفیظ نے دوسرے ضروری محاسن کو نظر انداز نہیں کیا۔ اور اس نظم کے وزن پر غور کرو۔ محض اصوات سے میدانِ جنگ کا نقشہ کھنچ جاتا ہے + میں بخوفِ طوالت دوسری نظموں کے ذکر اور تفصیلی بحث سے احتراز کرتا ہوں۔ کتاب آپ کے سامنے ہے خود پڑھ کر مختلف نظموں کے بحور و اوزان کی مناسبت کا اندازہ کر لیجئے۔ البتہ یہ

Marfat.com

عرض کر دینا ضروری ہے کہ یہ سب کچھ خود بخود بلا ارادہ نہیں ہو گیا بلکہ شاعر کے حسنِ انتخاب کا نتیجہ ہے۔ حفیظ کو اس "حسن" کی ضرورت و اہمیت اور حسنِ انتخاب میں اپنی کاوش اور کامیابی کا پورا پورا احساس ہے۔ اور وہ بالکل بجا دعوے کرتا ہے ؎

کیا پابندِ نئے نالے کو مَیں نے
یہ طرزِ خاص ہے ایجاد میری

حفیظ کے اِس دعوے کی صحت اور اس طرزِ خاص کے نو ایجاد ہونے کا سب سے نمایاں ثبوت اُس رویہ میں موجود ہے جو اِن کے مخالفوں نے اپنے قصرِ شہرت کی بنیادوں کو متزلزل دیکھ کر اختیار کیا تھا۔ نیا سیلاب اِس قدر اچانک آیا کہ یہ لوگ بھونچکے رہ گئے۔ اور اس بوکھلاہٹ میں نئی شاعری کی تمام خصوصیات سے آنکھیں بند کر کے یہ "پراپاگنڈا" کرنے لگے کہ حفیظ کی کامیابی اور روز افزوں مقبولیت محض اس کی مترنم آواز کا نتیجہ ہے۔ اس "پراپاگنڈے" میں اس قدر شدّت سے کام لیا گیا کہ خود پراپاگنڈا کرنے والوں کو بھی اپنے دعووں کی صداقت کا یقین سا ہو گیا۔ چنانچہ اس غلط فہمی

Marfat.com

کے ماتحت لاہور میں مدتوں گلے بازی ہوتی رہی + جس کسی کی آواز میں ذرا سا لوچ تھا وہی شاعر بن بیٹھا - اور الٹی سیدھی تک بندیوں کو گا بجا کر اُردو ادب میں "بے بہا اور قابلِ فخر اضافہ" کرنے لگا + شعر اور نغمہ میں جو گہرا تعلق ہے اُس سے کسی کو انکار نہیں - لیکن نغمہ بذاتِ خود شعر نہیں کہلا سکتا + حضرت امیر خسروؒ نظم کو عروسِ خوب اور نغمہ کو اُس کا زیور قرار دے کر فرماتے ہیں ؎

عیب نبود گر عروسِ خوب بے زیور بود

پس اگر عروسِ خوب "با زیور" ہو تو سبحان اللہ اور اگر بے زیور ہو تو بھی کوئی حرج نہیں - لیکن عروس کا خوب ہونا ضروری ہے بلکہ میرے خیال میں تو عروسِ خوب کو بھی کوئی زیور اُسی صورت میں زیب دے سکتا ہے جب کہ وہ اِس کے تمام دوسرے محاسن سے پوری پوری مناسبت رکھتا ہو ورنہ زیور کی تو یہ صورت بھی ہو سکتی ہے کہ ایک پرستی چہرہ خاتون کو انگریزی لباس پہنا کر گلے میں سیر سوا سیر کی ہندوستانی ہیکل باندھ دی جائے - یہی وجہ ہے کہ میں نے حفیظ کی شاعری کے متعلق موضوعِ کلام نفسِ مضمون طرزِ سخن اور وزن کی

Marfat.com

باہمی مناسبت کو اس قدر اہمیت دی ہے + کاش یہ لوگ بھی زیور کے ساتھ ساتھ بلکہ اس سے پہلے ان شعری محاسن کی فکر کرتے جو حفیظ کی شاعری میں بدرجۂ اتم موجود ہیں - اس صورت میں ایک طرف تو اردو ادب اور اُردو شاعری کے سرمایہ میں قابلِ قدر اضافہ ہوتا اور دوسری جانب اُن کا سارا کھیل "خوش گلو ایکٹروں اور فوق البھڑک سین سینری" کے باوجود اس طرح ناکام نہ رہتا +

مخالفوں کی آنکھوں پر تو خیر تعصّب کی پٹّی بندھی ہوئی تھی - لیکن افسوس یہ ہے کہ بعض ہندی مداح بھی اس رَو میں بہ گئے - کہنے کو تو یہ حضرات حفیظ صاحب کا تتبع کر کے بزعمِ خود اُردو ادب اور اُردو شاعری کی خدمت میں مصروف تھے - مگر یہ سمجھنے کی زحمت انہوں نے بھی گوارا نہ فرمائی کہ صرف ؎

ٹپ ٹپ ٹپا ٹپ
مینہ مُوسلا دھار

کہہ دینے سے بارش کا سماں نہیں بندھ سکتا - بلکہ برسات کی فضا پیدا کرنے کے لئے ترنم کے علاوہ بہت سی چیزوں کی ضرورت ہے

Marfat.com

اور جب تک وہ چیزیں موجود نہ ہوں ترنم محض "تانا ریری" کا بے ہنگم سا ہنگامہ ہو کر رہ جاتا ہے + جس قدر توجہ انہوں نے مترنم ہندوستانی بحروں والی نظموں پر مبذول کی اگر اس کا عشر عشیر بھی دوسری نظموں مثلاً "فرصت کی تلاش"، "آزاد وادی"۔ "ٹوٹی ہوئی کشتی کا ملّاح"، "درۂ خیبر" "چاندنی میں کشتی"، "شامِ رنگیں" وغیرہ پر صرف کرتے بلکہ خود مترنم بحروں والی نظموں ہی کو گویے کے بجائے شاعر کی آنکھوں سے دیکھتے تو ان پر حفیظ کی شاعری کے تمام محاسن اور حفیظ کی کامیابی کا حقیقی راز بہت جلد کھل جاتا:

اس مقصد کے لئے حفیظ کی غزلوں کا مطالعہ خاص طور پر کارآمد ثابت ہو سکتا تھا + لیکن تتبع کرنے والے اس طرف متوجہ ہی نہیں ہوئے "ہفت پیکر" حفیظ کے مختصر افسانوں کا مجموعہ ہے۔ اس کے مقدمہ میں سیّد امتیاز علی صاحب "تاج" لکھتے ہیں:-

"جو لوگ حضرت حفیظ کو بحیثیتِ شاعر جانتے ہیں اگر اُن سے کہا بھی جائے کہ حفیظ کے افسانے ان کی شاعری سے کم قابلِ قدر نہیں تو فی الحال کوئی اس پر غور کرنے کے لئے آمادہ نہ ہوگا۔ لوگ حفیظ

Marfat.com

کی شاعری سے اس قدر متاثر ہو چکے ہیں کہ اب انہیں کسی دوسری حیثیت میں دیکھکر داد دینے کی مطلق گنجائش نہیں رہی ..... ہمیشہ یوں ہی ہوتا آیا ہے ..... دنیا صرف ایک ہی حیثیت سے کسی کو غیر معمولی داد دیا کرتی ہے۔ بیک وقت دو حیثیتوں سے اعترافِ کمال کرنا اسکی بساط سے باہر ہے"!

لیکن حقیقت یہ ہے کہ دنیا کا حوصلہ اس سے بھی زیادہ تنگ ہے۔ وہ شاعری میں بھی مختلف اصنافِ سخن کے متعلق حفیظ کے کمال کا اعتراف کرنے سے قاصر رہی ہے۔ مثلاً غزل ہی کو لیجئے "دیارانِ نکتہ داں" کے نزدیک غزل گوئی میں حفیظ کا مرتبہ کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو لیکن لوگ ان کی نظموں (بلکہ صرف مترنم بحور والی نظموں) سے اس قدر متاثر ہو چکے ہیں کہ ان کو اب تک ان محاسن کا احساس ہی نہیں ہوا جن کی بنا پر ماہرینِ فن حفیظ کو غزل میں بھی "صاحبِ طرز" تسلیم کرتے ہیں۔

اسی طرح اگر ان نظموں کو دیکھیں جو حفیظ نے بچوں کیلئے لکھی ہیں۔ تو شاعری کی اس صنف میں بھی حفیظ مخترع نظر آئے گا۔ خصوصاً جو نظمیں صغیر السن بچوں کے لئے ہیں۔ ان میں تو شاعر نے کمالِ اختراع کا حیرت انگیز ثبوت دیا ہے لیکن دنیا کو یہاں بھی اعترافِ کمال کی توفیق نہیں ہوئی۔

Marfat.com

مَیں مثالیں دے دے کر حفیظ کی امتیازی خصوصیات اور عام محاسنِ
شعری پر تفصیلی بحث سے احتراز کرتا ہُوں + ان کے متعلق پروفیسر تاثیر اور دیگر
حضرات تھوڑا بہت لکھ چکے ہیں اور انشا اللہ آئندہ بہت کچھ لکھا جائے گا۔
مزید براں یہ دیباچہ مجمل اشاروں ہی میں کافی طویل ہو گیا ہے لیکن جو لوگ حفیظ
کے کلام کا بغرضِ استفادہ مطالعہ کرنا چاہیں ان کی خدمت میں گذارش ہے
کہ صرف کسی خاص صنف میں شاعر کے نمونۂ کمال اور اس نمونہ کی بھی
صرف ایک آدھ خوبی سے متاثر ہو کر اُسی کے نہ ہو رہیں بلکہ جن اصنافِ سخن
میں حفیظ نے طبع آزمائی کی ہے ان سب کے مختلف نمونوں کا بہ نظرِ امعان
مطالعہ کریں۔ ہر نظم اور ہر غزل میں ان کو وہ تمام شعری لوازم نظر آئیں گے
جن کے تناسب مجموعہ کا نام شعریت ہے + اِن لوازم کے ساتھ انکو اُس
تناسب کا خیال بھی رکھنا چاہئے جس کے باعث حفیظ اور شعریت گویا مترادف
بن گئے ہیں۔ حفیظ کی کامیابی کا راز یہی شعریت ہے۔ جو ترنم کی خانہ زاد
نہیں بلکہ خالق ہے +

اختر

Marfat.com

"کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا"

Marfat.com

Marfat.com

مدینے کے مسافر

فُسوں باطل ہُوا شب کے طلسماتی نظاروں کا
سحر کے جاگتے ہی لد گیا ڈیرا ستاروں کا
بیاباں کے عظیم الشان منظر سے اُٹھے پردے
یکایک جس طرح کوئی نظر میں معرفت بھر دے
ہوائے سرد کے آزاد جھونکے سرسراتے ہیں
چمک اُٹھنے کی اُمیدوں میں ذرّے مُسکراتے ہیں
یہ جنّت کا سماں بس اک دو ساعت رہنے والا ہے
کہ صحرا پھر وہی شدّت کی حدّت سہنے والا ہے

Marfat.com

یہاں اب ایک ساعت بیٹھنا بھی جان کھونا ہے
طلوعِ مہر سے پہلے ہی پہلے کوچ ہونا ہے
ہوا کی گرمیاں جب ریت کے طوفاں اُٹھاتی ہیں
بیاباں گرد ٹیلوں کی نئی دنیا بساتی ہیں
چلے جب دشت میں بادِ سموم اِک قہر ہے گویا
یہ اُونٹوں اور انسانوں کے حق میں زہر ہے گویا

اُٹھو آسودگانِ دشتِ غربت خوابِ غفلت سے
کرو تجدیدِ پیمانِ وفا عزمِ زیارت سے
مبادا دن نکل آئے۔ مبادا دھوپ چڑھ جائے
یہاں بیٹھے رہیں ہم۔ قافلہ کچھ اور بڑھ جائے
انہی ذرّوں کی چھاتی سے کرن سورج کی پھوٹے گی
جو پیچھے رہ گئے ہیں اُن پہ بجلی بن کے ٹوٹے گی

Marfat.com

دعا مانگو بیاباں میں کوئی تنہا نہ رہ جائے
مسافر کو خدا اس دُھوپ کی سختی نہ دکھلائے
یہ وہ منزل ہے کوسوں تک یہاں پانی نہیں ملتا
بسا اوقات رستہ بھی بآسانی نہیں ملتا
اُٹھو کیا سوچ ہے کیوں عازمِ منزل نہیں ہوتے؟
مدینے کے مسافر اِس قدر کاہل نہیں ہوتے
مدینے تک پہنچ جاؤ تو پھر راحت ہی راحت ہے
یہ دُنیا ایک صحرا ہے۔ مدینہ باغِ جنّت ہے

Marfat.com

راوی میں کشتی

بن گیا ہے آسماں ٹھہرے ہوئے پانی کی جھیل
یا کسی ساحر نے ساکن کر دیا دریائے نیل
کوئی لہر اُٹھتی نہیں اِس بحرِ حیرت جوش میں
کیونکہ تارے غرق ہیں موسیقیٔ خاموش میں
کس قدر یہ نیلگوں وسعت سکوت انگیز ہے
جس کے اندر چاند کا چہرہ تجلّی ریز ہے
رات کے افسُون میں گُم ہو گئی ہے کائنات
یہ گماں ہوتا ہے شاید سو گئی ہے کائنات

Marfat.com

شہ درے کے نوحہ خواں میسنار بھی خاموش ہیں
خانقہ بھی، باغ بھی، اشجار بھی خاموش ہیں

اِس طرف سائے کو لپٹائے ہے پُل سویا ہوا
چاندنی پر ریت کا ہے جُزو و کُل سویا ہوا

اُس طرف اُجڑی ہوئی بارہ دری خاموش ہے
اِک گئے گزرے پرانے خواب میں مدہوش ہے

اوڑھ کر مغموم بیوہ کی طرح چادر سفید
چُپ پڑی سوتی ہے راوی رنگ ہے یکسر سفید

سینۂ جُنباں ہے کہ دل میں ہلکا ہلکا درد ہے
اور ہَوا کیا ہے لبِ راوی پہ آہِ سرد ہے

نغمہ سویا بربطِ آبِ رواں کی گود میں
جس طرح سے طفل سو جاتا ہے ماں کی گود میں

Marfat.com

چاند بالائے فلک ہے۔ چاند زیرِ آب ہے

چاند ہی ساکن ہے لیکن چاندی بے تاب ہے

چاند کو گھیرے میں لے کر بہ رہی ہے چاندنی

کوئی خواب آور کہانی کہہ رہی ہے چاندنی

اور اِس چاندی کے دھارے پر بہا جاتا ہُوں میں

خواب کے عالم میں سب کچھ دیکھتا جاتا ہُوں میں

یہ مری کشتی بھی گویا خواب کا آغوش ہے

میں کسی عالم میں بیٹھا ہُوں بس اتنا ہوش ہے

دو طرف خاموش اور تاریک ساحل ہیں رواں

اِس روانی پر روانی کا نہیں ہوتا گماں

چُپکے چُپکے دوسری جانب چلے جاتے ہیں یہ

میری کشتی کے جلو میں کیوں نہیں آتے ہیں یہ

Marfat.com

میں کہاں جاتا ہُوں یہ شاید نہیں معلُوم اِنہیں
آنکھ سے فطرت نے رکھا ہے مگر محرُوم اِنہیں
دُور اُفق پر اک نیا منظر ہے میرے سامنے
زندگانی کا رخِ انور ہے میرے سامنے
میں وہاں جاتا ہُوں نیندیں ٹوٹ جاتی ہیں جہاں
حسرتیں اُمّید کے جلوے دکھاتی ہیں جہاں

Marfat.com

شامِ رنگین

مغرب کے گھر میں سورج بستر جما رہا ہے
رنگین بادلے میں چہرہ چھپا رہا ہے
کرنوں نے رنگ ڈالا بادل کی دھاریوں کو
پھیلا دیا فلک پر گوٹے کناریوں کو
عکسِ شفق نے کی ہے اس طرح زرفشانی
گھُل مِل کے بہ رہے ہیں ندّی میں آگ پانی
اوڑھے سیہ دوپٹّے سرسبز وادیوں نے
زیور اُتار ڈالے گلزار زادیوں نے

Marfat.com

چھایا ہے تھوڑا تھوڑا پیڑوں سے تلے اندھیرا
چڑیوں نے کھیت چھوڑا لینے چلیں بسیرا

کلیوں کے قہقہوں سے معمور ہیں ہوائیں
پریوں کی لوریاں ہیں یہ رس بھری صدائیں

لپٹی ہوئی ہیں نیندیں کیف آفریں ہوا میں
خاموشیوں کی لہریں اُٹھنے لگیں فضا میں

گُم ہو چلی ہے دُنیا بکھرے ہوئے سکوں میں
دِن غرق ہو رہا ہے چُپ چاپ کے فسُوں میں

کھیتوں میں کام کر کے لَوٹے ہیں کام والے
چادر سروں پہ ڈالے، کندھوں پہ ہل سنبھالے

اب شام آگئی ہے جاگے ہیں بھاگ اِن کے
ہر سمت گُونجتے ہیں رستوں پہ راگ اِن کے

Marfat.com

لے لے کے ڈھور ڈنگر چرواہے آرہے ہیں
سیٹی بجا رہے ہیں اور گیت گا رہے ہیں
گمسن سہیلیوں کا پنگھٹ پہ جمگھٹا ہے
جانے اکیلیوں کا دن کس طرح کٹا ہے
یہ بار بار باتیں - یہ بار بار ہنسنا
یہ بے شمار باتیں - یہ بے شمار ہنسنا
وہ گدگدا رہی ہے - یہ کھلکھلا رہی ہے
یہ بھر چکی ہے پانی - گاگر اٹھا رہی ہے
شرما کے اُس نے کھینچے منہ پر ہنسی کے مارے
رنگین اوڑھنی کے بھیگے ہوئے کنارے
شرم و حیا کی سُرخی چہرے پہ چھا رہی ہے
شام اس کو دیکھتی ہے اور مُسکرا رہی ہے

Marfat.com

چناب

وہ بلندی جس پہ ہیں نُورانیوں کی بستیاں
برف کی آبادیاں برفانیوں کی بستیاں

نغمے سوتے ہیں جہاں خاموشیوں کے ساز میں
محو تھا میں بھی وہاں اِک روز خوابِ ناز میں

دفعتہً ٹوٹا مرے مجبُور خوابوں کا طِلسم
بن گئی ہستی مری کیسر ربابوں کا طلسم

گرمیٔ رفتار نے چھیڑا مجھے مِضراب سے
گونج اُٹھے کُہسار میرے نغمۂ بیتاب سے

میں اُتر آیا فرازِ کوہ سے گاتا ہوُا
اپنی متوالی رَوِش میں ٹھوکریں کھاتا ہوُا

Marfat.com

پاسبانوں نے بہت گھیرا بہت روکا مجھے
یعنی ہیبت ناک دیووں نے عبث ٹوکا مجھے
کچھ نہ بن آیا مری سعیِ عمل کے سامنے
میری رَو میں بہ گئے آئے جو مجھ کو تھامنے
ابر نے آنسو بہا کر مجھ کو رخصت کر دیا!
اور اپنے موتیوں سے میرا دامن بھر دیا
دولتِ کہسار لے کر دامنِ سیلاب میں
آخرِ کار آ بسا میں خطّۂ پنجاب میں
مدّتیں گزری ہیں اِس فردوس میں رہتا ہوں میں
یہ پری زادوں کی وادی ہے یہاں بہتا ہوں میں
اِس زمیں پر چاہنے والے مرے آباد ہیں
شاد ہیں دونوں کنارے ہر طرح سے شاد ہیں

Marfat.com

اِن کے دل روشن ہیں سچّی دوستی کی آگ سے
ان کے گیتوں کی صدا ملتی ہے میرے راگ سے

میرا افسانہ بندھا ہے اِن کے افسانوں کے ساتھ
آہ جیسے شمع وابستہ ہو پروانوں کے ساتھ

حُسن و صُورت عشق و الفت کا نہیں کال اس جگہ
ہر طرف آباد ہیں سوہنی مہینوال اس جگہ

ٹوٹتے ہیں میری مَوجوں پر کئی کچّے گھڑے
روز دکھلاتے ہیں اک اُلفت نئی کچّے گھڑے

یہ ہوا لہروں سے جو محوِ شکست و بست ہے
ہر نئے رانجھے کی میٹھی بانسری سے مست ہے

ہر دوشیزہ دیکھتی ہے مجھ میں نقشہ ہیر کا
بن گیا ہُوں آئنہ میں ہیر کی تصویر کا

Marfat.com

گھیرتی ہیں مُجھ کو اِن سادہ دلوں کی ٹولیاں
بھولی بھولی صُورتیں ہیں میٹھی میٹھی بولیاں

اپنے بچّوں کی طرح سے پالتا ہُوں میں اِنہیں
چوطلب کرتے ہیں یہ۔ دے ڈالتا ہُوں مَیں انہیں

میرے بچّوں کی طرح آتے ہیں میری گود میں
کھیلتے ہیں اور سو جاتے ہیں میری گود میں

اِن کو طوفانِ حوادث سے بچا لیتا ہوں مَیں
اپنے دامانِ محبّت میں چھپا لیتا ہُوں میں

مختصر یہ ہے کہ الفت ہے مجھے پنجاب سے
خوش ہُوں میں پنجابیوں کی شورشِ بیتاب سے

Marfat.com

ہمالیہ

یہ دنیا اللہ اللہ کس قدر آزاد دنیا ہے
یہی دنیا ہے جس کے فیض سے آباد دنیا ہے
یہ اُونچی چوٹیاں نورانیوں کی بارگاہیں ہیں
جہانِ برف کے برفانیوں کی کارگاہیں ہیں
یہ منزل ہے ہواکے برشگالی کاروانوں کی
یہیں پر ختم ہوتی ہے بلندی آسمانوں کی
کوئی خاکی قدم اِس خاک پر آیا نہیں اَب تک
فرشتوں کی عبادت گاہ ہے یہ سرزمیں اب تک
یہاں آکر زمیں نے آسماں کی ہمسری کر لی
یہاں مٹی نے حاصل دو جہاں کی سروری کر لی
یہ اُونچے شامیانے دستِ قدرت نے لگائے ہیں
یہ لاتعداد خیمے سبز مخمل سے سجائے ہیں

Marfat.com

یہ دیودارؤں کا جنگل قدرتی پریوں کی بستی ہے
یہاں خاموشیاں اُگتی ہیں موسیقی برستی ہے
یہاں پگھلی ہوئی چاندی کے فوّارے اُچھلتے ہیں
یہاں سوتے نکلتے ہیں یہاں چشمے اُبلتے ہیں
یہاں آکر ہوائیں دامنوں میں رنگ بھرتی ہیں
گھٹائیں بن کے اُٹھتی ہیں فلک سے جنگ کرتی ہیں
کوئی دیکھے یہاں آکر تبسّم لالہ زاروں کے
ترنم جوئباروں کے تکلّم آبشاروں کے
یہ شادابی خزاں ناآشنا معلوم ہوتی ہے
شگفتہ ہر طرف شانِ خُدا معلوم ہوتی ہے
یہاں چاروں طرف خاموشیوں کا حشر برپا ہے
جہاں تک دیکھئے بس ایک نورانی اندھیرا ہے
یہاں آتے ہی انساں اپنی ہستی بھول جاتا ہے
خدا کی قدرتوں میں خود پرستی بھول جاتا ہے

Marfat.com

صبح و شامِ کوہسار

کِس قدر ہنگامہ پرور ہے سکوتِ کوہسار
کارپردازانِ قدرت ہیں یہاں مصروفِ کار
رفعتوں پر رفعتیں ہیں پستیوں میں پستیاں
کِس قدر آباد ہیں برفانیوں کی بستیاں
اِک بڑے قانون کی تعمیل ہوتی ہے یہاں
قسمتِ آب و ہوا تبدیل ہوتی ہے یہاں
گوشے گوشے میں ہیں قائم کارخانے ابر کے
بن رہے ہیں تن رہے ہیں شامیانے ابر کے
وقت بیچارہ یہاں پابند ہے مجبور ہے
اِس مشقّت گاہ کا ادنیٰ سا اِک مزدور ہے

Marfat.com

آسماں گردش میں ہے دو کام کرنے کے لئے
صبح کرنے کے لئے یا شام کرنے کے لئے

صبح

صبح کا یہ فرض ہے معمول پر آیا کرے
جس قدر سونا فراہم کر سکے لایا کرے
لے کے آتی ہے زرِ خالص کی کانیں ہر سحر
لا کے رکھ دیتی ہے سونے کی چٹانیں شرق پر
کیمیا سازانِ چرخ اُٹھتے ہیں اپنے کام کو
آگ کی بھٹی میں رکھتے ہیں طلائے خام کو
دفعتاً شعلے نظر آتے ہیں یا رنگیں دھواں
چوٹیاں مشرق کی ہو جاتی ہیں سب آتش فشاں
دیکھتے ہی دیکھتے ہوتا ہے سونے کا یہ حال
کوئی شے پگھلی ہوئی کچھ قرمزی کچھ لال لال

Marfat.com

حکم یہ ہے اس میں جو نازش ہے چمن جایا کرے
اور باقی اک طلسمی گیند بن جایا کرے

بعض چابک دست شاگردانِ استادِ ازل
کرتے ہیں اس گیند میں نیرنگِ فطرت کا عمل

جب پہاڑوں سے ابھرتا ہے یہ لقمہ نور کا
حسن خود کرتا ہے نظارہ قریب و دور کا

کارگہ کا جائزہ لیتے ہیں اٹھ کر نور باف
ذرے ذرے پر چڑھا دیتے ہیں نورانی غلاف

یہ طلسمی گیند برساتی ہے نوری آبشار
زندگی کی گرم بازاری کا ہوتا ہے شمار

شام

رفتہ رفتہ سرخیوں پر چھا گیا کالا غبار
مٹ گیا رنگِ شفق مرجھا گیا یہ لالہ زار

Marfat.com

نُور کے زرّین ایوانوں میں تالے پڑ گئے
ارغوانی بدلیوں کے رنگ کالے پڑ گئے
شام آئی ہے سکوں کا جال پھیلائے ہوئے
ساحرہ بیٹھی ہے کالے بال بکھرائے ہوئے
بے زباں خاموشیاں جاگیں صدائیں سو گئیں
شورشیں چُپ ہو گئیں خاموشیوں میں کھو گئیں
کوہ پر ظلمات کی پریوں نے پر پھیلا دئے
ہر طرف تاریک دامن کھول کر پھیلا دئے
ایک پُر اسرار خاموشی فضا میں بس گئی
اِک سُبک رفتار مدہوشی ہوا میں بس گئی
جھاڑیاں کالی ردائیں اوڑھ کر چُپ ہو گئیں
بند کلیاں اپنی خوشبو سے لپٹ کر سو گئیں
اِس طرح اُونچے پہاڑوں میں گھری ہیں وادیاں
جس طرح دیووں کے گھر میں قید ہوں شہزادیاں

Marfat.com

منظرِ کہسار پر اِسدم یہ ہوتا ہے گمان
اُونٹ ہیں بیٹھے ہوئے، اُترا ہوا ہے کارواں
یا گھٹائیں ہیں کہ اُٹھیں سرد ہو کر جم گئیں
اور یا پھر آندھیاں ہیں چلتے چلتے تھم گئیں
یا کنارِ چرخ ظاہر ہیں اثر برسات کے
خیمۂ بوسیدہ میں پیوند ہیں بانات کے

Marfat.com

شہسوارِ کربلا

لباس ہے پھٹا ہوا
غبار میں اٹا ہوا
تمام جسمِ نازنیں چھدا ہوا کٹا ہوا
یہ کون ذی وقار ہے
بلا کا شہسوار ہے
کہ ہے ہزاروں قاتلوں کے سامنے ڈٹا ہوا
یہ بالیقیں حسینؓ ہے
نبیؐ کا نورِ عین ہے

Marfat.com

یہ جس کی ایک ضرب سے
کمالِ فنِّ حرب سے
کئی شقی گرے ہوئے تڑپ رہے ہیں کرب سے
غضب ہے تیغۂ دوسر
کہ ایک ایک وار پر
اُٹھی صدائے الاماں زبانِ شرق و غرب سے
یہ بالیقیں حسینؓ ہے
نبی کا نورِ عین ہے

یہ کون حق پرست ہے
مئے رضائے مست ہے
کہ جس کے سامنے کوئی بلند ہے نہ پست ہے

Marfat.com

اُدھر ہزار گھات ہے
مگر عجیب بات ہے
کہ ایک سے ہزار ہا کا حوصلہ شکست ہے
یہ بالیقیں حسینؓ ہے
نبیؐ کا نورِ عین ہے

عبا بھی تار تار ہے
تو جسم بھی فگار ہے
زمیں بھی ہے تپی ہوئی فلک بھی شعلہ بار ہے
مگر یہ مردِ تیغ زن
یہ صف شکن فلک فگن
کمالِ صبر و تن دہی سے محوِ کارزار ہے

Marfat.com

یہ بالیقیں حسینؓ ہے
نبیؐ کا نورِ عین ہے

دلاوری میں فرد ہے
بڑا ہی شیر مرد ہے
کہ جس کے دبدبے سے دشمنوں کا رنگ زرد ہے
حبیبِ مصطفیٰؐ یہ ہے
مجاہدِ خدا یہ ہے
جبھی تو اس کے سامنے یہ فوج گرد برد ہے
یہ بالیقیں حسینؓ ہے
نبیؐ کا نورِ عین ہے

Marfat.com

اُدھر سپاہِ شام ہے
ہزار انتظام ہے

اُدھر ہیں دشمنانِ دیں اِدھر فقط امامؑ ہے

مگر عجیب شان ہے
غضب کی آن بان ہے

کہ جس طرف اُٹھی ہے تیغ بس خُدا کا نام ہے

یہ بالیقیں حسینؑ ہے
نبیؐ کا نُورِ عین ہے

Marfat.com

لاہور

(تصویر کا ایک رُخ)

خطّۂ لاہور یعنی جنّتِ ہندوستاں
جس کی خوبی سے ہے خاکِ پاکِ پنجاب آسماں
ہے تو یہ جنّت مگر انسان بستے ہیں یہاں
خُلد کے نکلے ہوئے ارمان بستے ہیں یہاں
صورت و معنی بہم محوِ نیاز و ناز ہیں
حُسن کے پہلو بہ پہلو عشق کے انداز ہیں
حُسن پھرتا ہے یہاں اٹھکھیلیاں کرتا ہوا
سادگی کو بے حجابی سے عیاں کرتا ہوا
عشق ہر سُو اِس تماشا گاہ میں آوارہ ہے
زخم خوردہ ہے۔ بہت آزُردہ ہے۔ بیچارہ ہے

Marfat.com

اِک طرف قاتل نگاہیں تیر برساتی ہوئی
اِک طرف مجبور آہیں دل کو دھڑکاتی ہوئی

یہ وہ میخانہ ہے جس میں ساقیانِ مے فروش
پھر رہے ہیں ہر طرف ساغر بکف مینا بدوش

پینے والے پے بہ پے آتے ہوئے جاتے ہوئے
گنگناتے لڑکھڑاتے ٹھوکریں کھاتے ہوئے

ولولے اُٹھتے ہوئے بڑھتے ہوئے چڑھتے ہوئے
ردِّ آفات و بلا کی سیفیاں پڑھتے ہوئے

جلوہ آرا ہیں یہاں کیفیتیں نیچاب کی
سینۂ فولاد میں خاصیتیں سیماب کی

آب و گِل میں زندگی ہنگامہ آرا ہے یہاں
موت بھی چاہے تو جینے کا سہارا ہے یہاں

Marfat.com

توبہ نامہ

اُف وہ راوی کا کنارہ۔ وہ گھٹا چھائی ہوئی
شام کے دامن میں سبزے پر بہار آئی ہوئی
وہ شفق کے بادلوں میں نیلگوں سُرخی کا رنگ
اور راوی کی طلائی نقرئی لہروں میں جنگ
شہ درے میں آم کے پیڑوں پہ کوئل کی پکار
ڈالیوں پر سبز پتّوں سُرخ پھولوں کا نکھار
وہ گلابی عکس میں ڈوبی ہوئی چشمِ حباب
اور نشے میں مست وہ سرمست موجوں کے رباب
وہ ہوا کے سرد جھونکے شوخیاں کرتے ہوئے
بن پیئے بدمست کر دینے کا دم بھرتے ہوئے

Marfat.com

دُور سے ظالم پیہے کی صدا آتی ہوئی

پَے بہ پَے کم بخت پی پی کہہ گئے اُکساتی ہوئی

اور وہ مَیں ٹھنڈی ٹھنڈی ریت پر بیٹھا ہوا

دونوں ہاتھوں سے کلیجہ تھام کر بیٹھا ہوا

شیخ صاحب! سچ تو یہ ہے اُن دنوں پیتا تھا میں

اُن دنوں پیتا تھا یعنی جن دنوں جیتا تھا میں

اب وہ عالم ہی کہاں ہے مے پیئے مدّت ہوئی

اب مَیں توبہ کیا کروں۔ توبہ کیے مدّت ہوئی

Marfat.com

کیا پابندِ نَے نالے کو مَیں نے
یہ طرزِ خاص ہے ایجاد میری

Marfat.com

Marfat.com

جاگ سوزِ عشق

جاگ سوزِ عشق جاگ!
جاگ سوزِ عشق جاگ!

جاگ کام دیوتا — فتنہ ہائے نو جگا
بُجھ گیا ہی دل مرا — پھر کوئی اگن لگا

سرد ہو گئی ہے آگ
جاگ سوزِ عشق جاگ!

جاگ سوزِ عشق جاگ
جاگ سوزِ عشق جاگ

پڑ گئی دلوں میں پھوٹ — کیا بجوگ پڑ گیا

Marfat.com

پرتھوی پہ چار کُونٹ ایک سوگ پڑ گیا
سرنگوں ہے شیش ناگ
جاگ سوزِ عشق جاگ!

جاگ سوزِ عشق جاگ
جاگ سوزِ عشق جاگ
تُو نے آنکھ بند کی کائنات سو گئی
حُسنِ خود پسند کی دن سی رات ہو گئی
زرد پڑ گیا سہاگ
جاگ سوزِ عشق جاگ!

جاگ سوزِ عشق جاگ!
جاگ سوزِ عشق جاگ!

Marfat.com

اب نہ وہ سفر نہ سیر رہبری نہ رہزنی
کچھ نہیں ترے بغیر دوستی نہ دشمنی
اب لگاؤ ہے نہ لاگ!
جاگ سوزِ عشق جاگ!

جاگ سوزِ عشق جاگ!
جاگ سوزِ عشق جاگ

اے مغنّیٔ شباب جاگ خوابِ ناز سے
دل شکستہ ہے رباب عرصۂ دراز سے
مر گئے قدیم راگ
جاگ سوزِ عشق جاگ!

Marfat.com

جاگ سوزِ عشق جاگ!
جاگ سوزِ عشق جاگ!

تُو جو چشم وا کرے — ہر اُمنگ جاگ اُٹھے
آہ و نالہ جاگ اُٹھے — راگ رنگ جاگ اُٹھے

جوگ سے ملے بھاگ
جاگ سوزِ عشق جاگ!

جاگ سوزِ عشق جاگ!
جاگ سوزِ عشق جاگ!

پھر اُسی اٹھان سے — تیر اُٹھے کمان اُٹھے
صبر کی زبان سے — شورِ الاماں اُٹھے

جاگ اُٹھیں دلوں کے بھاگ
جاگ سوزِ عشق جاگ!

Marfat.com

جاگ سوزِ عشق جاگ!
جاگ سوزِ عشق جاگ!
جاگ اے نظر فروز! جاگ اے نظر نواز!
جاگ اے زمانہ سوز! جاگ اے زمانہ ساز!
جاگ نیند کو تیاگ!
جاگ سوزِ عشق جاگ!

Marfat.com

کرشن بنسری

بنسری بجائے جا
کاہن مُرلی والے نند کے لال
بنسری بجائے جا
بنسری بجائے جا
پریت میں بسی ہوئی اداؤں سے
گیت میں بسی ہوئی صداؤں سے
برج باسیوں کے جھونپڑے بسائے جا
سُنائے جا سنائے جا
کاہن مُرلی والے نند کے لال
بنسری بجائے جا

Marfat.com

بنسری بجائے جا
کاہن مُرلی والے نند کے لال
بنسری بجائے جا
بنسری بجائے جا
بنسری کی لَے نہیں ہے آگ ہے
اَور کوئی شَے نہیں ہے آگ ہے
پریم کی یہ آگ چار سُو لگائے جا
جلائے جا جلائے جا
کاہن مُرلی والے نند کے لال
بنسری بجائے جا
بنسری بجائے جا

Marfat.com

دل ہے پرائے بس میں

(گیت)

پُورب میں جاگا ہے سویرا　　دُور ہوا دنیا کا اندھیرا
لیکن گھر تاریک ہے میرا

پچھّم میں جاگی ہیں گھٹائیں　　پھرتی ہیں سرمست ہوائیں
جاگ اُٹھو میخانے والو　　پینے اور پلانے والو

زہر ملا دو رس میں
دل ہے پرائے بس میں

باغ میں بُلبل بول رہی ہے　　نرگس آنکھیں کھول رہی ہے
شبنم موتی رول رہی ہے

Marfat.com

آم پہ کوئل کوک اٹھی ہے　　سینے میں اِک ہُوک اُٹھی ہے
بن جاؤں نہ کہیں سودائی　　جانوروں کی رام دُہائی
چُبھتی ہے نس نس میں
دل ہے پرائے بس میں

بیت گیا دن رات بھی آئی　　تاروں نے محفل بھی سجائی
اُس نے مگر صُورت نہ دکھائی
وہم کئی ٹالے ہیں مَیں نے　　تارے گِن ڈالے ہیں مَیں نے
وعدے کا تو کس کو یقیں ہے　　آنکھ میں لیکن نیند نہیں ہے
نیند نے کھا لیں قسمیں
دل ہے پرائے بس میں

لوگو چھوڑو دنیا داری　　جان گیا اُلفت میں تمہاری

Marfat.com

تہ کردو یہ نصیحت ساری

مجھ کو تم سے کام ہی کیا ہے؟ میرا ننگ و نام ہی کیا ہے؟
اِس دُنیا کی ریت یہی ہے رسم یہی ہے ریت یہی ہے
ٹوٹ گئیں سب رسمیں
دل ہے پرائے بس میں

کون بتائے الفت کیا ہے، دل کیا دل کی حقیقت کیا ہے،
مر مٹنے میں لذّت کیا ہے
بے درد اس کو کیا پہچانے جس پر بیتی ہو وہ جانے
دیکھ اے گیانی۔ دنیا ہے فانی ہائے محبت۔ ہائے جوانی
آگ لگی ہے خس میں
دل ہے پرائے بس میں

Marfat.com

دوستو اُس کا نام نہ پوچھو کچھ بھی نہیں ہے۔ کام نہ پوچھو
اِس کے سوا پیغام نہ پوچھو

میرا بھی تم نام نہ لینا مل جائے تو یوں کہہ دینا
اک دیوانہ چُپ رہتا ہے کہتا ہے تو یہ کہتا ہے

دل ہے پرائے بس میں
دل ہے پرائے بس میں

Marfat.com

پرانی بسنت

رنگ دے

رنگ دے قدیم رنگ

رنگ دے قدیم رنگ — بے دریغ۔ بے درنگ

جس کی ضَو سے مات ہو — رنگ بازیِ فرنگ

عشق کے لباس کو — رنگ شوخ و شنگ دے

رنگ دے

رنگ دے قدیم رنگ

رنگ دے

رنگ دے قدیم رنگ

Marfat.com

ایک ہی امنگ دے ایک ہی ترنگ دے
دین۔دھرم مِٹ نہ جائے پاسِ نام و ننگ دے
دامنِ دراز دے یا قبائے تنگ دے

رنگ دے

رنگ دے قدیم رنگ

رنگ دے

رنگ دے قدیم رنگ

عمر گھٹ گئی تو کیا؟ ڈور کٹ گئی تو کیا؟
یہ ہوائے تُند و تیز رُخ پلٹ گئی تو کیا؟
آ گئی بسنت رُت اور اک پتنگ دے

رنگ دے

رنگ دے قدیم رنگ

Marfat.com

رنگ دے

رنگ دے قدیم رنگ

صلح ہو کہ جنگ ہو ساتھیوں کا سنگ ہو

سب ہمیں پسند ہے خون ہو کہ رنگ ہو

خُون ہو کہ رنگ ہو ایک رنگ رنگ دے

رنگ دے

رنگ دے قدیم رنگ

Marfat.com

پریت کا گیت

اپنے من میں پریت

بسالے

اپنے من میں پریت

من مندر میں پریت بسالے　　او مورکھ او بھولے بھالے

دل کی دنیا کرلے روشن　　اپنے گھر میں جوت جگالے

پریت ہے تیری ریت پرانی　　بھول گیا او بھارت والے

بھول گیا او بھارت والے

پریت ہے تیری ریت

بسالے

اپنے من میں پریت

Marfat.com

بسالے

اپنے من میں پریت

کرودھ کپٹ کا اُترا ڈیرا چھایا چاروں کونٹ اندھیرا
شیخ برہمن دونوں رہزن ایک سے بڑھ کر ایک لٹیرا
ظاہر داروں کی سنگت میں کوئی نہیں ہے سنگی تیرا
کوئی نہیں ہے سنگی تیرا

من ہے تیرا میت
بسالے
اپنے مَن میں پریت

بھارت ماتا ہے دُکھیاری دُکھیا رہے ہیں سب نر ناری
تو ہی اُٹھا لے سندر مُرلی تُو ہی بن جا شام مراری
تُو جاگے تو دُنیا جاگے جاگ اُٹھیں سب پریم پجاری

Marfat.com

جاگ اُٹھیں سب پریم پجاری
گائیں تیرے گیت
بسالے
اپنے من میں پریت

نفرت اک آزار ہے پیارے دکھ کا دارُو پیار ہے پیارے
آجا اصلی رُوپ میں آجا تُو ہی پریم اَوتار ہے پیارے
یہ ہارا تو سب کچھ ہارا مَن کے ہارے ہار ہے پیارے
مَن کے ہارے ہار ہے پیارے
مَن کے جیتے جیت
بسالے
اپنے من میں پریت

Marfat.com

دیکھ بڑوں کی ریت نہ جائے　　سر جائے پر میت نہ جائے

میں ڈرتا ہوں کوئی تیری　　جیتی بازی جیت نہ جائے

جو کرنا ہے جلدی کر لے　　تھوڑا وقت ہے بیت نہ جائے

تھوڑا وقت ہے بیت نہ جائے

وقت نہ جائے بیت

لبھا لے

اپنے من میں پریت

Marfat.com

فرشتہ کا گیت

(گیت)

دیکھ اُس دنیا کا نظّارا

میرے ساز کے تاروں میں رنگیں نغمہ زاروں میں

نیندوں کے دریاؤں میں ہے ایک حبابی دنیا اس دنیا کو دنیا کہہ دیتی ہے خوابی دنیا

دیکھ اُس دنیا کا نظّارا

ہلکا ہلکا۔ پیارا پیارا

میرے ساز کے تاروں میں رنگیں نغمہ زاروں میں

Marfat.com

ہستی کیا ہے میٹھا سُپنا

سُپنا کیا ہے میٹھی پریت میٹھی پریت ہے میرا گیت
میرے میٹھے گیتوں میں بستی ہے ساری ہستی میٹھے میٹھے گیت ہیں میرے پیاری پیاری ہستی

ہستی کیا ہے میٹھا سُپنا
دل میں رہنا۔ آنکھ سے چھُپنا

سُپنا کیا ہے میٹھی پریت میٹھی پریت ہے میرا گیت

Marfat.com

اُلفت کا اظہار

(گیت)

میرے دل کا باغ

پیاری۔ میرے دل کا باغ

میں ہُوں دل کے باغ کا مالی　　لایا ہُوں پھُولوں کی ڈالی

نازک نازک پھُول ہیں جیسے اُجلے اور بے داغ　　ایسا ہی بے داغ ہی پیاری میرے دل کا باغ

پیاری میرے دل کا باغ

میں ہُوں دل کے باغ کا مالی　　لایا ہُوں پھُولوں کی ڈالی

اُلفت کا احساس

پیاری۔ الفت کا احساس

Marfat.com

اُلفت ہے پھولوں کا گہنا   خوشبوؤں میں رہنا سہنا
مدّھم ہلکی بھینی بھینی ۔ ان پھولوں کی باس   میٹھا میٹھا درد ہو جیسے الفت کا احساس

پیاری الفت کا احساس

اُلفت ہے پھولوں کا گہنا   خوشبوؤں میں رہنا سہنا

اُلفت کا اظہار

پیاری ۔ الفت کا اظہار

میری ٹھنڈی ٹھنڈی آہیں   تیری یہ حیران نگاہیں
ان پھولوں کی ہر ڈالی ہے اک گلشن ۔ بے خار   ان پھولوں کی رنگت جیسے اُلفت کا اظہار

پیاری ۔ الفت کا اظہار

میری ٹھنڈی ٹھنڈی آہیں   تیری یہ حیران نگاہیں

Marfat.com

اندھی جوانی

(گیت)

گھٹائیں چھائی ہیں گھنگھور گھٹائیں چھائی ہیں گھنگھور

گھٹائیں کالی کالی

خُوب برسنے والی

متوالی

پُرشور

گھٹائیں

چھائی ہیں گھنگھور

گھٹائیں چھائی ہیں گھنگھور

Marfat.com

گلشن کی گل پوش ادائیں   آموں کی خاموش فضائیں

کوئل کی مدہوش صدائیں

بن میں بول رہے ہیں مور

گھٹائیں چھائی ہیں گھنگھور   گھٹائیں چھائی ہیں گھنگھور

جوانی لے آئی برسات   جوانی لے آئی برسات

جوانی۔ ہائے جوانی

سرشوری۔ نادانی

مستانی

بدذات

جوانی

لے آئی برسات

جوانی لے آئی برسات

Marfat.com

بیٹھا ہوں اب مرگ کنارے کرتا ہوں حوروں کے نظارے

آہ نگاہیں - آہ اشارے

چھائی نگہ پہ کالی رات

جوانی لے آئی برسات جوانی لے آئی برسات

محبّت آہوں کا طوفان محبّت آہوں کا طوفان

محبّت - پیاری پیاری

میٹھی سی بیماری

بے چاری

انجان

محبّت

آہوں کا طوفان

محبّت آہوں کا طوفان

Marfat.com

اِک کشتی ملّاح سے خالی میں نے اُٹھا طُوفان میں ڈالی
اس کشتی کا اللہ والی
پار لگائے گا رحمان
محبّت آہوں کا طُوفان محبّت آہوں کا طُوفان

Marfat.com

حُسن اور موت

(گیت)

ذِلّتوں سے تنگ آکر عشق آخر مر گیا
ہاو ہُو کو لے گیا میدان خالی کر گیا
مر گیا ——— عشق آخر مر گیا
اُٹھ گئی آہ و فغاں
رہ گئے کچھ استخواں

بے کسی
بے بسی
نوحہ خواں ——— زندگی پہ نوحہ خواں
مر گیا ——— عشق آخر مر گیا

Marfat.com

ذلّتوں سے تنگ آکر عشق آخر مرگیا

موت نے چاہا کہ تکمیلِ جہاں بانی کرے
یعنی شاہِ حُسن کو وقفِ پشیمانی کرے
دیکھ لے ——— حُسن آکر دیکھ لے

زندگانی کا مآل
اس جوانی کا مآل
عیش کو
طیش کو

پائمال ——— لن ترانی کا مآل
دیکھ لے ——— حُسن آکر دیکھ لے
موت نے چاہا کہ تکمیلِ جہاں بانی کرے

Marfat.com

آرہا تھا حسن بھی اٹھکیلیاں کرتا ہوا

آپ ہی اپنی ہوا خواہی کا دم بھرتا ہوا

بے حجاب ——— شوخیاں کرتا ہوا

بیش و کم سے بے خبر

زیر و بم سے بے خبر

شاد شاد

بامُراد

بے خبر ——— رنج و غم سے بے خبر

بے حجاب ——— شوخیاں کرتا ہوا

آرہا تھا حسن بھی اٹھکیلیاں کرتا ہوا

یہ تماشا دیکھ کر موجِ صبا چُپ ہو گئی

شاخِ گل پر بلبلِ رنگیں نوا چُپ ہو گئی

Marfat.com

ہو گئی ——— ہر صدا چُپ ہو گئی
اور فضا گھبرا گئی
خوف سے تھرّا گئی

ہوش پر
جوش پر

چھا گئی ——— مُردنی سی چھا گئی
ہو گئی ——— ہر صدا چُپ ہو گئی
یہ تماشا دیکھ کر موجِ صبا چپ ہو گئی

آج حسن و موت میں اک معرکہ ہونے کو تھا
کون رہ جائے گا باقی ۔ فیصلہ ہونے کو تھا
فیصلہ! ——— جانے کیا ہونے کو تھا

Marfat.com

دم بخود تھی کائنات
اُڑ گیا رنگِ حیات

تھم گئے
جم گئے

بے ثبات — سب وجودِ بے ثبات
فیصلہ! — جانے کیا ہونے کو تھا
آج حسن و موت میں اک معرکہ ہونے کو تھا

حسن آیا سرخوشِ کیفِ شرابِ زندگی
موت کی وادی پہ چمکا آفتابِ زندگی
زندگی — کامیابِ زندگی

ابتدا سے بے نیاز
ماحصل سے بے نیاز

Marfat.com

سربسر

بے خبر

انتہا سے بے نیاز — بے نیاز

کامیابِ زندگی — زندگی

حسن آیا سرخوشِ کیفِ شرابِ زندگی

استخوانوں پر پڑی جب چشمِ بے پروائے حُسن

خندۂ دلچسپ تھا اندازِ استہزائے حُسن

مٹ گئے اعدائے حُسن — اَور بھی

موت حیراں ہوگئی

خود پشیماں ہوگئی

زندگی

خوش ہوئی

Marfat.com

ہوگئی ——— بلکہ خنداں ہوگئی
اور بھی ——— مٹ گئے اعدائے حسن
استخوانوں پر پڑی جب چشمِ بے پروائے حُسن

عشق کے مرنے میں بھی اک آن پیدا ہوگئی
یعنی مردہ ہڈّیوں میں جان پیدا ہوگئی
ہوگئی ——— شان پیدا ہوگئی
شوخیِ انداز تھی
یا نگاہِ ناز تھی!

اُف نگاہ!

بے پناہ!

رازتھی ——— واقعی اک رازتھی
ہوگئی ——— شان پیدا ہوگئی
عشق کے مرنے میں بھی اک آن پیدا ہوگئی

Marfat.com

کاہل کا گیت

(امریکن شاعرہ ایلا وھیلر ولکاکس کی ایک نظم)

اب شام ہو چلی ہے　　اب چھا چلا اندھیرا
دنیا پہ آسماں نے　　صبر و سکوں بکھیرا
اور دامنِ شفق پر
سُرخی نے رنگ پھیرا
مستور ہیں ہوا میں　　اس پُر سکوں فضا میں
کچھ میٹھے میٹھے نغمے
کچھ گیت کچھ ترانے
لیکن اُداس ہُوں میں　　بالکل نراس ہُوں میں

Marfat.com

بے کار ہی گزارا یہ دِن پھر آج میں نے
سوچا نہ کاھلی کا کوئی علاج میں نے
اُٹھ کر نہیں سنوارا
کچھ کام کاج میں نے
کھیتوں پہ جانے والے ہمّت دکھانے والے
لَوٹے ہیں کام کر کے
دامن خوشی سے بھر کے
خوشیاں منا رہے ہیں اور گیت گا رہے ہیں

خوش ہو کے اس طرح سے گاتی نہیں کبھی مَیں
اس خوشنما خوشی کو پاتی نہیں کبھی مَیں
اِس کیف و سرخوشی میں
آتی نہیں کبھی مَیں

Marfat.com

میری اداس گھڑیاں رہتی ہیں سینہ کوباں
سُن سُن کے یہ مُنادی
اب ہو چکی ہُوں عادی
چُپ چاپ سُن رہی ہُوں اور سر کو دُھن رہی ہُوں

مغرب کے سرخ بادل مُرجھا چکے ہیں سارے
اور شام کی جبیں پر چھٹکے ہوئے ہیں تارے
لیکن مَیں سرنگوں ہُوں
بیٹھی ہُوں اِک کنارے
بے تاب ہو رہی ہُوں چُپ چاپ رو رہی ہوں
بے کار زندگی پر
بیمار زندگی پر
سر کو کھپا رہی ہُوں آنسو بہا رہی ہُوں

Marfat.com

لیکن ہے مُدتوں سے ایسا ہی حال میرا
سب بھُول جاؤنگی میں آئے گا جب سویرا
پھر کاہلی کا آکر
دل میں جمے گا ڈیرا
دن بیت جائے گا پھر یہ وقت آئے گا پھر
خوش ہونگے کام والے
اور مَیں کروں گی نالے
تدبیر سے ڈروں گی تقدیر پر مروں گی

جب صبح کی ضیا میں ملتی نہیں مسرّت
پھر شام کی ردا میں حاصل ہو کیا فراغت
مجھ کو تو ایک پل بھی
ہوتی نہیں یہ جرأت

Marfat.com

دل کو ذرا سنبھالوں پھولوں پہ آنکھ ڈالوں
دل ہے مرا فسُردہ
شاید ہوں وہ بھی مُردہ
شاید وہ میرے پیارے مرجھا چکے ہوں سارے

یہ دن یہ میری راتیں یہ ماہ و سال میرے
بڑھتے رہے ہمیشہ رنج و ملال میرے
گو خوشنما بہت ہیں
خواب و خیال میرے
لیکن انہیں اگر میں تحفے کے طور پر میں
اُس در پہ لے کے جاؤں
دربار میں دکھاؤں
تو دو جہاں کا آقا مجھ کو نکال دے گا

Marfat.com

آقا کے سامنے کیا منہ لے کے جاؤنگی مَیں
خواب وخیال کیونکر جاکر دکھاؤں گی مَیں
شرمندہ ہو کے یونہی
بس لَوٹ آؤں گی مَیں
غفلت شعار ہُوں مَیں تقصیر وار ہُوں مَیں
اُس نے اگر یہ پوچھا
دُنیا سے لائی ہے کیا؟
پھر کیا جواب دُوں گی اللہ میں کیا کہوں گی!

راحت پسند ہستی کچھ کام کاج کر لے
اِن محنتوں کا خوگر اپنا مزاج کر لے
جو کام کل کرے گی
وہ اُٹھ کے آج کر لے

Marfat.com

اُٹھ کارگاہ میں چل محنت کی راہ میں چل

اُٹھ وقت جا رہا ہے

تجھ کو بتا رہا ہے

تو عمر کھو رہی ہے برباد ہو رہی ہے

Marfat.com

یادِ رفتگاں

Marfat.com

Marfat.com

والدہ کی موت

(۱۹۲۵ء میں جب مصنف خیرپور سندھ میں تھا)

اے کہ جینا تھا تجھے بھی ناگوار
اے کہ تُو مدّت سے تھی زار و نزار
بن گیا لے آج تیرا بھی مزار
مِل گئی مٹّی میں تُو پایانِ کار
فکر تھی تجھ کو بہت اولاد کی
راہ لی آخر عدم آباد کی

موجہائے اشک میں بہتی تھی تُو
رفتگاں کی یاد میں رہتی تھی تُو
دائمی ماتم کے دُکھ سہتی تھی تُو
جلد مر جاؤں گی یہ کہتی تھی تُو
آج فرصت ہو گئی ہر کام سے
سو لحد میں سو بڑے آرام سے!

Marfat.com

میری اولادوں کے تھے ارماں تجھے
اب پڑھانا تھا اُنہیں قرآں تجھے

یُوں نہ کرنا تھا اُنہیں حیراں تجھے
بچّیاں روتی ہیں اے اماں تجھے

آج کیوں ان سے جُدا سوئی ہے تُو؟
دامنِ مادر میں جا سوئی ہے تُو

تو نے کیں میری بہت غمخواریاں
عمر بھر کرتی رہی دل داریاں

ہائے رے مجبوریاں لاچاریاں
مجھ کو دھوکا دے گئیں ناداریاں

وقت آخر میں نہیں تجھ سے قریب
وقت آخر رہ گیا میں بدنصیب

اللہ اللہ کس قدر مجبور ہُوں
زر نہیں آنے سے بھی معذور ہُوں

کیا کہوں اِس وقت بے مقدور ہوں
آہ تجھ سے کالے کوسوں دُور ہُوں

تُو نے بھیجا تھا مجھے پردیس میں
تاکہ آؤں رزق لے کر دیس میں

Marfat.com

آہ وہ حسرت دمِ رخصت تری! وہ تبسّم میں نہاں رقّت تری!
آہ وہ معصوم سی صورت تری! آہ وہ مغموم سی شفقت تری!
وہ نگہ پر بے کسی چھائی ہوئی
وہ تری آواز بھرّائی ہوئی

میرے سر پر ہاتھ رکھنا پیار سے اور یہ کہنا بڑے اصرار سے
"اے پسر بے فکر رہ گھر بار سے کام کیا تجھ کو مرے افکار سے"
تُو نہ روا چھّی ہوئی جاتی ہوں میں
غم نہیں کھاتی دوا کھاتی ہوں میں

ہائے آنے میں تذبذب تھا مجھے ہائے آنا ہی نہ تھا زیبا مجھے
خود ہی تُو نے دودھ جب بخشا مجھے روکتا تھا میرا اندیشہ مجھے
کر دیا بے بس تری تاکید نے
ساتھ ہی والد کی بھی تائید نے

Marfat.com

میں نے تیرے پاؤں پر بوسہ دیا　　تو نے سینے سے مجھے چمٹا لیا
کانپتے لب فی امان اللہ کہا　　اور منہ سر چوم کر رخصت کیا
راستے سے لوٹ آیا میں مگر
کیونکہ تھی تیری نقاہت پُر خطر

پھر بُرائی کی میری تقدیر نے　　دی دغا کوتاہیِ تدبیر نے
کر دیا قائل تری تقریر نے　　اور کھینچا رزق کی زنجیر نے
حکم سے تیرے ہُوا لاچار میں
پھر سفر پر ہو گیا تیار میں

گھر سے میں نکلا اُدھر گھر لُٹ گیا　　میں تلاشِ زر میں تھا زر لُٹ گیا
لُٹ گیا بختِ سکندر لُٹ گیا　　گلشنِ آغوشِ مادر لُٹ گیا
میں شکستہ پر چمن سے دُور ہُوں
دُور ہوں خاکِ وطن سے دُور ہُوں

Marfat.com

اب کہ میں ہُوں اور تنہائی مری　　ہم نفَس ہے خاکِ صحرائی مری
دم بخود ہے ناشکیبائی مری　　دل کی دنیا ہے تماشائی مری

دل ہی میں بیتاب ہو لیتا ہُوں میں
اور چُپکے چُپکے رو لیتا ہُوں میں

تیری خدمت کیلئے زندہ تھا میں　　تیری راحت کیلئے زندہ تھا میں
اس سعادت کیلئے زندہ تھا میں　　اِس ضرورت کیلئے زندہ تھا میں

ہو سکی افسوس یہ خدمت تری
مُجھ سے مستغنی رہی نیت تری

اب کرے گا کون میرا انتظار　　خط لکھے گا کون مجھُکو بار بار
کون اب لے گا بلائیں بے شمار　　کون میرے دکھ سے ہوگا بے قرار

اب حقیقی مادری شفقت گئی
بے غرض بے مدّعا اُلفت گئی

Marfat.com

قطع کرنی پڑ گئی راہِ بعید
"تا کہ جنّت میں ہو تیری باز دید
اے خدائے پاک اے ربِّ مجید
"منحصر مرنے پہ ہو جس کی امید
نا اُمیدی اُس کی دیکھا چاہئے"
موت کو بھی اِک زمانہ چاہئے

بھائیوں کے غم ستاتے ہیں مجھے
مرنے والے یاد آتے ہیں مجھے
لوگ کیوں نغمے سناتے ہیں مجھے
میں نہیں روتا رُلاتے ہیں مجھے
کیا خبر اِن کو میرا کیا حال ہے
میری ہستی کس قدر پامال ہے

Marfat.com

غروبِ آفتابِ سخن

(یہ نظم حفیظ نے اپنے استاد حضرت مولانا گرامی قدس سرہٗ کی وفات پر لکھی)

صبح کے ساحل سے جو کشتی چلی تھی نور کی
آخرِ کار اُس نے طے کر لی مسافت دُور کی
شکر ہے دریائے ہستی کا کنارا مل گیا
بے سہارا حسرتوں کو اک سہارا مل گیا
اِس مسافر کیلئے منزل ہے ساحل شام کا
کٹ گیا لمبا سفر وقت آگیا آرام کا
آرزو نے پاؤں پھیلائے ہیں سونے کیلئے
ولولے بیتاب ہیں آسودہ ہونے کیلئے
اب یہ محشر خواب کے طوفان میں کھو جائے گا
نیند آجائے گی چپ ہو جائے گا سو جائے گا

Marfat.com

شام نے کچھ اس طرح پھیلا دیا ہے دامِ خواب
موت کی تاریکیوں میں گھر گیا ہے آفتاب

اِس غمِ جانکاہ میں چشمِ شفق خونبار ہے
بادلوں کا اِک جلوسِ ماتمی تیار ہے

نُور کے شعلے کو یہ کالا کفن پہنائیں گے
پھر اُٹھا کر پردۂ ظلمات میں لے جائینگے

بزمِ ہستی کا چراغِ حُسن گُل ہو جائے گا
روزِ روشن رات کے آغوش میں سو جائے گا

یاس ہی کے دل میں رہتی ہے مگر اُمید بھی
شام ہوتی ہے ہمیشہ صبح کی تمہید بھی

لیکن اے بختِ سیہ یہ شام ہے شامِ فراق
اس کے دامن میں نظر آتے ہیں ایامِ فراق

Marfat.com

چھُپ رہا ہے اسکے پردے میں اِک ایسا آفتاب
پھر طلوعِ صبحِ محشر تک نہیں جس کا جواب
اپنے بدقسمت ستاروں کو بُلا اے آسماں
سوچتا کیا ہے صفِ ماتم بچھا۔ اے آسماں
جا رہا ہے بختِ روشن پھر نہ واپس آئے گا
کون دنیا میں ترے اقبال کو چمکائے گا
بے زباں تاروں کی عشرت کیا ہے بزمِ خواب ہے
یہ چمک کچھ بھی نہیں ہے آنسوؤں کی آب ہے
آہ وہ خرمن جہاں سے جھولیاں بھرتے تھے یہ
جس شعاعِ نُور سے کسبِ ضیا کرتے تھے یہ
آج وہ خورشیدِ عالمتاب خود گہنا گیا
چشمۂ آبِ بقا تاریکیوں میں آگیا

Marfat.com

مادرِ گیتی سیہ پوشی کی تیاری کرے
میّتِ فرزند پر ماتم کرے زاری کرے

اے عروسِ زندگانی لُٹ گیا تیرا سہاگ
سرد کر ڈالی قضا نے سینۂ الفت کی آگ

اے دُلہن زیور بڑھا دے اوڑھ لے چادر سیاہ
ہمکنارِ مرگ ہے تیرا شہِ خاور سپاہ

پُتلیوں میں آ بسی جانِ گرامی دیکھ لے
پھر نہ دیکھے گی کبھی شانِ گرامی دیکھ لے

ہے لباسِ شعر خونِ آرزو سے لالہ زار
قبر ہے رنگینیوں کی یا گرامی کا مزار

اُٹھ گیا دِن کا عمل۔ رات آگئی۔ خاموش رات!
اِک بھیانک رات اندھی رات یا تم پوش رات

Marfat.com

اے نگارِ حُسن جا اپنے سیہ خانے میں بیٹھ!
سُرگمیں پلکیں جھکا لے بند کاشانے میں بیٹھ!

اُڑ گیا اے حُسن تصویرِ وفاداری کا رنگ
عشق کے جذبات میں آیا ہوس کاری کا رنگ

ہر طرف تاریکیاں چھائیں اُجالا چھُپ گیا
تیری عصمت کی گواہی دینے والا چھپ گیا

اے جنونِ عشق دامان و گریباں چاک کر
اپنے ہاتھوں اپنی ہستی کو سپُردِ خاک کر

اب تری تصویرِ وحشت پیکرِ بے رنگ ہے،
مِٹ گئی دُنیائے دل میدانِ ہستی تنگ ہے

اب نمائش چاہتا ہے دیدۂ نظّارہ بیں
اب کِسے آئے گا تیری پاکبازی کا یقیں

Marfat.com

اے زبانِ شوق تیری شعلہ گفتاری گئی
اے متاعِ ذوق تیری گرم بازاری گئی
دِن ڈھلے ہی بلبلِ باغِ سخن کے ہمصفیر
ہو چکے ہیں اپنے اپنے آشیانوں میں اسیر
اب یہاں موجِ شمیمِ جاں فزا اُٹھے تو کیوں
نالۂ جانکاہِ بلبل کی صدا اُٹھے تو کیوں
اب گلستانِ سخن اُجڑا ہوُا ویرانہ ہے
سرد۔ بے دل۔ بے زباں آہوں کا ماتم خانہ ہے
اب صبا آتی ہے تھرّاتی ہوئی ڈرتی ہوئی
رنگ کی بے مائگی پر سسکیاں بھرتی ہوئی

اے تکلّم چُپ نہ ہو اِک آخری فریاد کر
قبر کی خاموش دنیائے سخن ایجاد کر

Marfat.com

ہو گئے خاموش ہنگامے تری آواز کے

اب نہ چھیڑے گا مغنّی تار تیرے ساز کے

سوئے میٹھی نیند شور انگیز افسانے ترے

اُٹھ گیا پیرِ مغاں خالی ہیں پیمانے ترے

اب تخیّل میں بھرے گا زندگی کے رنگ کون

شعلہ بن کر آپ ہو جائیگا زیبِ سنگ کون

بن گئی رنگینیٔ گفتار تصویرِ خموش

گوشۂ فردوس میں پنہاں ہوا فردوسِ گوش

رہ گیا رنگِ سخن اُترے ہوئے پھولوں کی بس

کون پہنائے گا اب صُورت کو معنی کا لباس

Marfat.com

ٹُوٹی ہُوئی کشتی کا مَلّاح

(مجاہدِ ملت مولانا محمد علی قدس سرہٗ کی وفات پر)

"شبِ تاریک، ہیمِ موج گرداب چنیں حائل"

نہنگانِ اجل کی نیّتیں بیداد پر مائل

غضب تھا اِک شکستہ ناؤ کا منجھدھار میں پھنسنا

وفا کی سسکیاں، قسمت کا رونا، موت کا ہنسنا

فقط اِک "سرپھرا" مَلّاح طوفانوں سے لڑتا تھا

ہوا کے آب کے جنّوں سے شیطانوں سے لڑتا تھا

اگرچہ ناؤ میں انبوہ در انبوہ انساں تھے

یہ سب مَلّاح کے ہم قوم تھے یعنی مسلماں تھے

Marfat.com

یہ سب تھے عقل و جرأت میں ارسطو اور اسکندر
مگر آرام سے لیٹے ہوئے تھے ناؤ کے اندر
چلی جاتی تھی کشتی خشمگیں موجوں سے ٹکراتی
اُبھرتی، بیٹھتی، دبتی دباتی اور چکراتی
کہیں گرداب کے منہ میں کہیں پُرشور دھارے پر
کبھی اِس کے اشارے پر، کبھی اُس کے اشارے پر
ہوا کے دوش پر خونخوار عفریتوں کی فوجیں تھیں
پہاڑ اُٹھ اُٹھ کے ٹکراتے تھے یا پانی کی موجیں تھیں
فلک پر بے تحاشا دوڑتے تھے ابر کے گھوڑے
کڑکتی بجلیاں برسا رہی تھیں آتشیں کوڑے
اُڑا کرتے ہیں صدموں سے جگر کے جس طرح ٹکڑے
اُکھڑتے جا رہے تھے رفتہ رفتہ ناؤ کے تختے

Marfat.com

تعجب ہے کوئی پروا نہیں تھی ناؤ والوں کو
کہ طوفاں میں نظر آتی تھی خامی "باکمالوں" کو
اِنہیں معلوم تھا گرداب نے کشتی کو گھیرا ہے
گھڑی بھر میں یہ بیڑا اب نہ تیرا ہے نہ میرا ہے
اِنہیں دعوے تھے بحرِ زندگی میں ناخدائی کے
اِنہیں گُر یاد تھے گرداب میں مشکل کشائی کے
یہ طوفانوں پہ کر سکتے تھے لچھّے دار تقریریں
دکھا سکتے تھے تقریروں میں طوفانوں کی تصویریں
ہوا کا رُخ ذرا بدلے تو سب کچھ جان جاتے تھے
تہِ دریا نہنگوں کی نظر پہچان جاتے تھے
یہ سب جو پاؤں پھیلائے ہوئے کشتی میں لیٹے تھے
پُرانے ناخداؤں اور ملّاحوں کے بیٹے تھے

Marfat.com

مگر وہ "سرپھرا ملاح" تنہا تھا۔ اکیلا تھا

اِدھر موجوں کی شدّت تھی، ادھر پانی کا ریلا تھا

وہ چلّاتا تھا۔ اُٹھو بھائیو۔ آؤ۔ اِدھر آؤ

ذرا ہمّت دکھاؤ دست و بازو کام میں لاؤ

ہوا میں اُڑ چکی ہے دھجّی دھجّی بادبانوں کی

شکستہ ہو چکی ہے ناؤ۔ مانگو خیر جانوں کی

اُکھڑ جائیں گے تختے۔ آؤ اِن کو تھام لو آ کر

سلامت ہیں جو کچھ "اوزار" ان سے کام لو آ کر

اِدھر سیلاب پھر آتا ہوا معلوم ہوتا ہے

اُدھر گرداب بل کھاتا ہوا معلوم ہوتا ہے

نہیں ہنگام سونے کا کھڑے ہو جاؤ۔ تن جاؤ

حوادث کے مقابل آہنی دیوار بن جاؤ

Marfat.com

مبادا ناؤ اب کے اَور بھی کمزور ہو جائے
یہ گرداب بلا شاید دہانِ گور ہو جائے
وہ چلّایا وہ چیخا منّتیں کیں آہ و زاری کی
مگر بے سود تھا سب کچھ کسی نے بھی نہ یاری کی
نہ آمادہ ہوا کوئی بھی جرأت آزمائی پر
سبھی ہنستے رہے ملّاح کی ہرزہ سرائی پر
بُلاتا تھا وہ نامِ غیرتِ اسلام لے لے کر
جھڑک دیتے تھے لیکن سب اُسے دشنام دے دے کر
مگر ملّاح اپنے فرض کا احساس رکھتا تھا
وہ اپنے ساتھیوں کی آبرو کا پاس رکھتا تھا
اُسی نے جسم پر کھائے تھپیڑے تُند موجوں کے
اُسی کے ساتھ ٹکرائے ہوائے تیز کے جھونکے

Marfat.com

وہ اپنی جان پر سہتا رہا۔ سہتا رہا تنہا

اُٹھو! ہمّت کرو!! کہتا رہا کہتا رہا تنہا

مگر ہنستے رہے۔ ہنستے رہے غفلت کے شیدائی

اسی کشتی کے ہمراہی اسی ملّاح کے بھائی

اُدھر بڑھتی رہی۔ بڑھتی رہی دریا کی طغیانی

اِدھر گھٹتی رہی۔ گھٹتی رہی توفیقِ انسانی

شکستہ ناؤ کا ملّاح بے دم ہوگیا آخر

بڑھا کر حوصلہ تن میں لہو کم ہوگیا آخر

گرا دریا میں چپّو۔ ہاتھ سے پتوار بھی چھوٹی

شکستہ ہوگئے بازو مگر ہمّت نہیں ٹوٹی

وہ کشتی کے محافظ ڈھونڈتا تھا اب بھی یاروں میں

انہیں تاکید کرتا تھا اشاروں ہی اشاروں میں

Marfat.com

مگر اُس کے اشاروں کو سمجھ سکتا نہ تھا کوئی
سمجھ سکتا بھی ہو۔ تو اس طرف تکتا نہ تھا کوئی
تھکن کا ہو رہا تھا اب اثر آہستہ آہستہ
لگا جُھکنے وہ سرو فراز سر آہستہ آہستہ
وہی سر جو ہواؤں سے نہ طُوفانوں سے جُھکتا تھا
نہ فرعونوں سے جُھکتا تھا نہ ہامانوں سے جُھکتا تھا
نہ جُھکتا تھا کبھی میر و وزیر و شاہ کے آگے
وہ سر۔ اک مرتبہ پھر جُھک گیا اللہ کے آگے
تعجّب سے ردائے ابر میں سے برق نے جھانکا
کہ یہ اک آخری سجدہ تھا اُس مردِ مسلماں کا
شکستہ ناؤ میں طُوفان کی اس چیرہ دستی میں
وہ اپنا فرض پُورا کر چُکا تھا بحرِ ہستی میں

Marfat.com

نہ رو۔ او بے حمیّت قوم! اب رونے سے کیا حاصل!!
دکھانے کے نہیں قابل یہ منہ دھونے سے کیا حاصل!!

ترا رونا تری طرزِ ستم سے بھی نرالا ہے
اُسے روتی ہے جس کو تو نے خود ہی مار ڈالا ہے

درِ توبہ بغیرِ توبہ ہرگز کھُل نہیں سکتا
لہو کا داغ رسمی آنسوؤں سے دُھل نہیں سکتا

Marfat.com

ننّھی اصغریٰ

(ایک دوست کی بچّی کے مرنے پر)

دُنیا میں آگیا تھا رحمت کا اک فرشتہ
ہم خاکیوں سے آکر جوڑا تھا اُس نے رشتہ

اُلفت کا بیج بو کر فردوس کو سدھارا
اللہ کی رضا پر کیا زور ہے ہمارا

ننّھی سی ایک چڑیا جنّت سے آگئی تھی
آنکھوں میں بس گئی تھی دل میں سما گئی تھی

Marfat.com

من موہنی سی مینا ‏ کچھ روز چہچہائی
لیکن ہوا یہاں کی ‏ اُس کو نہ راس آئی

آخر اداس ہو کر ‏ چپ چاپ اُڑ گئی وہ
جنّت سے آئی تھی وہ ‏ جنّت کو مڑ گئی وہ

لوٹے گی اب نہ ہرگز ‏ ہم لاکھ اُسے بلائیں
چاہے ہزار پیٹیں ‏ رو رو کے سر کھپائیں

اب کیا بنا سکے گا ‏ رو رو کے جان کھونا
رونے سے فائدہ کیا؟ ‏ بے فائدہ ہے رونا

ہاں یاد آ رہی ہیں ‏ اُس کی وہ ساری باتیں

Marfat.com

وہ بھولی بھولی صُورت وہ پیاری پیاری باتیں

وہ ہم سِنوں سے مل کر بے اختیار ہنسنا
وہ بار بار باتیں وہ بار بار ہنسنا

ہوتا نہ تھا کسی سے جھگڑا فساد اُس کو
اور "شاندار گنگا" ساری تھی یاد اُس کو

نظمِ حفیظ پڑھنا ہر ایک کو سنانا
"میرا سلام لے جا" میٹھے سُروں میں گانا

اک پاک روح تھی یا معصُوم اصغری تھی
سچ مچ وہ نیک بچّی جنّت کی تیتری تھی

Marfat.com

نیند آگئی ہے اُس کو پھُولوں میں سوگئی ہے
تصویر کی طرح سے خاموش ہو گئی ہے

تُم چاہتے ہو اسلم رو کر اُسے جگانا
گویا سمجھ رہے ہو اِس نیند کو بہانا

سونے دو سو رہی ہے اب مت اُسے جگاؤ
اِس دکھ بھرے جہاں میں واپس نہ پھر بلاؤ

دُنیا ہے سکھ سے خالی دُکھ چار سُو بھرا ہے
غم کے سوا یہاں پر سوچو تو کیا دھرا ہے

Marfat.com

موت کا قافلہ

کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ

آتی ہے آوازِ درا
یہ قافلہ ہے موت کا

دیکھو وہ گرد اُڑتی ہوئی　　افلاک پر چڑھتی ہوئی
ہر موڑ پر مُڑتی ہوئی　　ہر سمت کو بڑھتی ہوئی

حسرت بھری خاموشیاں
ہیں ساتھ ساتھ اسکے رواں

آہوں کے ڈیرے ساتھ ہیں　　گہرے اندھیرے ساتھ ہیں

یہ قافلہ ہے موت کا
آتی ہے آوازِ درا

Marfat.com

ہاں موت ہے یہ موت ہے!
اپنا سفر کرتی ہے طے

یعنی دیارِ ہست کو پھرتی ہے سر کرتی ہوئی
ہر اک بلند و پست کو زیر و زبر کرتی ہوئی

کُہسار کیا میدان کیا
آباد کیا ویران کیا

یہ سب کو ٹھکراتی ہوئی زیرِ نگیں لاتی ہوئی
اپنا سفر کرتی ہے طے
ہاں موت ہے، یہ موت ہے!

پنجے درندوں کی طرح
بازو پرندوں کی طرح
ہے ہڈیوں کے ڈھانچ پر افسُردگی لپٹی ہوئی

Marfat.com

ڈائن کی صُورت سربسر آزُردگی لپٹی ہوئی
آنکھیں ہیں پتھرائی ہوئی
اور مُردنی چھائی ہوئی
پچکے ہوئے سے گال ہیں بکھرے ہوئے سے بال ہیں
بازو پرندوں کی طرح
پنجے درندوں کی طرح

اِس کی خوشی ماتم میں ہے
اِس کی مسرّت غم میں ہے
نالے نہیں یہ درد کے اِس دیوتی کا راگ ہے،
جھونکے ہوائے سرد کے اِس کے نفس کی آگ ہے،
جس شہر میں جلتی ہے یہ
جس راہ پر چلتی ہے یہ

Marfat.com

آتی ہے آوازِ فغاں اُٹھتا ہے آہوں کا دھواں
اِس کی مسرّت غم میں ہے
اِس کی خوشی ماتم میں ہے

اِس کے جلو میں ہیں رواں
گل پیرہن بانکے جواں

بُوڑھے بھی ہیں بچّے بھی ہیں ہیں عورتیں بھی مرد بھی
جھُولے بھی ہیں سچّے بھی ہیں احرار بھی دل سرد بھی
خاطی بھی ہیں معصُوم بھی
مسرور بھی مغموم بھی
مجبور بھی مختار بھی مفلُوک بھی زردار بھی
گل پیرہن بانکے جواں
اسکے جلو میں ہیں رواں

Marfat.com

یاروں سے دل برداشتہ
پیاروں سے دل برداشتہ
یہ پریم گھاتی موت کے　　موہ لو بھ تج کر آئے ہیں
سارے براتی موت کے　　پھولوں میں سج کر آئے ہیں
عاشق وفا بھولے ہوئے
معشوق ادا بھولے ہوئے
بیوی کا دل توڑے ہوئے　　بچوں سے منہ موڑے ہوئے
پیاروں سے دل برداشتہ
یاروں سے دل برداشتہ

کہتی ہے آوازِ جرس
اللہ بس - باقی ہوس
سنتے ہیں سب شاہ و گدا　　یہ موت کی آواز ہے

Marfat.com

سب ہیں اسی کے ہم نوا کتنا سُریلا ساز ہے
لاچار ہیں مجبور ہیں
اس سحر میں مسحور ہیں
یہ نیند کے ماتے ہیں سب سوتے چلے جاتے ہیں سب
کہتی ہے آوازِ جرس
اللہ بس باقی ہوس

یہ قافلہ ہے موت کا
بس یونہی چلتا جائے گا
اِس قافلے کے ہم سفر بس یونہی بڑھتے جائینگے
سود و زیاں سے بے خبر زوروں پہ چڑھتے جائینگے
یہ تیز رو آتش قدم
جائیں گے تا حدِ عدم

Marfat.com

منزل مگر معدوم ہے اللہ کو معلوم ہے

بس یونہی چلتا جائے گا

یہ قافلہ ہے موت کا!

Marfat.com

عصائے پیری

گیا وہ ہنگامِ خود پرستی
اُجڑ چکی ولولوں کی بستی

خزاں کے ہاتھوں سی لُٹ چکی ہے ہوس کی شوخی ہوا کی مستی
شباب کی وادیٔ طرب سے گزر گیا کاروانِ ہستی
عدم کا پُرہول راستہ ہی اُدھر بلندی اِدھر ہے پستی

گیا وہ ہنگامِ خود پرستی

سفر ہے اور رات کا اندھیرا نہ جانے کب آئے گا سویرا
ٹھہر کے چلنا ہے غیر ممکن کہ عمر کا لد چکا ہے ڈیرا
گرہ میں زادِ سفر نہیں ہے ہے جان کی تاک میں لٹیرا
غرض پرستوں کی ہمرہی ہے نہ کوئی تیرا نہ کوئی میرا

Marfat.com

سفر ہے اور رات کا اندھیرا

قدم قدم پہ ہزار ٹھوکر — نہ عشق ساتھی نہ عقل رہبر
سنبھل کے چلنا ہے سخت مشکل — کہ پاؤں جمتے نہیں زمیں پر
کہیں ذرا بھی جو پیر پھسلا — تو ٹکڑے ٹکڑے ہے گاہ سر پر
نزاکتِ راہ کی وہ حالت — اور اُس پہ یہ تند و تیز صرصر

قدم قدم پہ ہزار ٹھوکر

ہے دامنِ ہوش پارا پارا — حواس بھی کر گئے کنارا
مگر چلے جا رہے ہیں رہرو — کہ اب نہیں کوئی اَور چارا
فضائے امید کی جبیں پر — چمک رہا ہے بس ایک تارا
کہ ہے تو فرزند ساتھ میں ہے — عصائے پیری ہے یہ سہارا

چمک رہا ہے بس ایک تارا

Marfat.com

نیندوں کی بستی

خاموش - خاموش

اے دوست - خاموش!

اے رونے والے اے فاتحہ خواں

یہ سرزمیں ہے شہرِ خموشاں

سوئے پڑے ہیں ہستی کے طوفاں

غمہائے امروز فردا کے ارماں

ناکامیِ دوش

خاموش - خاموش

Marfat.com

خاموش۔ خاموش
اے دوست۔ خاموش!

بیٹھے ہیں مل کر سانجھ اور سویرا
دُھندلی ضیا ہے ہلکا اندھیرا
اس وقت کوئی تیرا نہ میرا
اُترا ہُوا ہے روحوں کا ڈیرا

آنکھوں سے رُوپوش
خاموش۔ خاموش!

خاموش۔ خاموش!
اے دوست۔ خاموش!

اے جُنبشِ لب ہاں ہاں خبردار!
باطل نہ ہو جائے یہ سحر زنہار

Marfat.com

ہیں آج یک جا عجز اور پندار
پہلو بہ پہلو مجبور و مختار
ہشیار و مدہوش
اے دوست۔خاموش!

خاموش۔خاموش
اے دوست۔خاموش!

خاموشیوں میں گم ہیں صدائیں
بے کار ہیں سب یہ التجائیں
کس کو پکاریں کس کو بلائیں
یہ بیوی بچے یہ باپ مائیں
ہیں پنبہ در گوش
خاموش۔خاموش!

Marfat.com

ایک لڑکی شاداں

یہ نظم میری عزیز بیٹی ارشاد بتول کی یادگار ہے

میں نے ایک مدت تک بچوں کے لیے نظمیں لکھی ہیں ان نظموں کو میری سب سے بڑی بیٹی ارشاد بتول جسے میں پیار سے "شاداں" کہا کرتا تھا بڑے شوق سے پڑھتی تھی۔ اکتوبر ۲۹ء میں جب میں نے پھول کی سالگرہ نمبر کے لیے چند نظمیں لکھیں تو ان میں سے ایک نظم یہ بھی تھی میں اس وقت سفر میں تھا اور میرے بال بچے جالندھر میں جہاں "شاداں" مدرسہ بنات میں قرآن مجید پڑھ رہی تھی۔ اس نظم سے مقصود محض شاداں کو خوش کرنا تھا۔ میں نے لکھا تھا کہ وہ پڑھتی پڑھاتی کچھ نہیں سارا دن کھیل کود میں ضائع کر دیتی ہے۔ خیال یہ تھا کہ دل تو وہ اس نظم کو اپنے نام پر دیکھ کر خوش ہوگی جب اسے پڑھے گی تو پڑھ کر بگڑے گی اور اس طرح خوب ہنسی مذاق رہیگا۔ ان پرلطف خیالات کو لیے جس روز میں گھر پہنچا اُسی دن شام کو یہ بچی جو میری آنکھوں کا نور تھی اچانک کنوئیں میں گر کر جاں بحق تسلیم ہو گئی۔ پھول کا سالگرہ نمبر اسوقت ملا جب میں اپنے لختِ جگر کو سپردِ خاک کر چکا تھا۔

حفیظ

اک لڑکی ننھی چھوٹی سی ‏ ‏ دُبلی سی اور موٹی سی
ننھی سی اور مُنّی سی ‏ ‏ بالکل ٹھُن منھُنّی سی
اُس کے بال نھے کالے سے ‏ ‏ سیدھے گھنگریالے سے
مُنہ پر اُس کے لالی سی ‏ ‏ چٹّی سی مٹیالی سی
اُس کی ناک پکوڑی سی ‏ ‏ نوکیلی سی چوڑی سی

Marfat.com

آنکھیں کالی نیلی سی　　سُرخ سفید اور پیلی سی
کپڑے اُس کے تھیلے سے　　اُجلے سے اور میلے سے
یہ لڑکی تھی بھولی سی　　بی بی سی اور گولی سی
ہر دم کھیل تھا کام اُس کا　　شاداں بی بی نام اُس کا
ہنستی تھی اور روتی تھی　　جاگتی تھی اور سوتی تھی
ہر دم اُس کی اماں جان　　کھینچا کرتیں اُس کے کان
کہتی تھیں مکتب کو جا　　کھیلوں میں مت وقت گنوا
امّی سب کچھ کہتی تھی　　شاداں کھیلتی رہتی تھی

اِک دن شاداں کھیل میں تھی　　آئے اُس کے ابّا جی
وہ لاہور سے آئے تھے　　چیزیں ویزیں لائے تھے
بکس میں تھیں یہ چیزیں سب　　خیر تماشا دیکھو اب
ابّا نے آتے ہی کہا　　شاداں کچھ پڑھ کے سُنا
گم تھی اِک مدت سے کتاب　　کیا دیتی اُس وقت جواب
دو بہنیں تھیں شاداں کی　　چھوٹی ننھی منّی سی

Marfat.com

نام تھا منجھلی کا سیماں　　گڑیا سی ننھی ناداں
وہ بولی اے ابّا جی　　اب تو پڑھتی ہوں میں بھی
بلّی ہے سی اے ٹی کیٹ　　چوہا ہے آر اے ٹی ریٹ
مُنہ ماؤتھ ہے۔ ناک ہے نوز　　اور گلاب کا پھول ہے روز
میں نے ابّا جی دیکھا　　خوب سبق ہے یاد کیا
شاداں نے اس وقت کہا　　"میں نے ہی تو سکھایا تھا"
لیکن ابّا نے چپ چاپ　　کھولا بکس کو اُٹھ کر آپ
اِس میں جو چیزیں نکلیں　　ساری سیماں کو دیدیں
اِک چینی کی گڑیا تھی　　اِک جادو کی پڑیا تھی
اِک ننھی سی تھی موٹر　　آپ ہی چلتی تھی فرفر
گیندوں کا اک جوڑا تھا　　اِک لکڑی کا گھوڑا تھا
اِک سیٹی تھی اِک باجا　　ایک تھا مٹّی کا راجا
شاداں کو کچھ بھی نہ ملا　　یعنی کھیل کی پائی سزا
اب وہ غور سے پڑھتی ہے
پورے طور سے پڑھتی ہے

Marfat.com

آرشاد کی یاد میں

اِک بار پھر وطن میں گیا۔ جا کے آگیا
لختِ جگر کو خاک میں دفنا کے آگیا

ہر ہم سفر پہ خضر کا دھوکا ہوا مجھے
آبِ بقا کی راہ سے کترا کے آگیا

حورِ لحد نے چھین لیا تجھ کو اور میں
اپنا سا مُنہ لئے ہوئے شرما کے آگیا

دل لے گیا مجھے تیری تُربت پہ بار بار
آواز دے کے، بیٹھ کے، اُکتا کے آگیا

رویا کہ تھا جہیز تیرا واجب الادا
مینہ موتیوں کا قبر پہ برسا کے آگیا

Marfat.com

میری بساط کیا تھی حضورِ رضائے دوست
تنکا سا ایک سامنے دریا کے آگیا
اب کے بھی راس آئی نہ حُبِّ وطن حفیظ
اب کے بھی ایک تیرِ قضا کھا کے آگیا

ارشاد بتول ۱۴ اکتوبر ۱۹۷۰ء کو اچانک کنوئیں میں گر گئی اور جاں بحق ہوئی۔ اس وقت اس کی عمر کا ۱۳واں سال تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

Marfat.com

صدا الصحرا

Marfat.com

Marfat.com

درّہ خیبر

نہ اس میں گھاس اُگتی ہے۔ نہ اس میں پھول کھلتے ہیں
مگر اس سرزمیں سے آسماں بھی جھک کے ملتے ہیں

کڑکتی بجلیوں کی اس جگہ چھاتی دہلتی ہے
گھٹا بچ کر نکلتی ہے۔ ہوا تھرّا کے چلتی ہے

یہ ناہموار چٹیل سلسلے کالی چٹانوں کے
امانت دار ہیں گویا پُرانی داستانوں کے

یہی پگڈنڈیاں نیرنگِ ہستی کی نظیریں ہیں
یہی تو قسمتِ اقوام کی خونی لکیریں ہیں

یہ ذرّے رہرووں کی ہمتوں پر مسکراتے ہیں
زبانِ حال سے ماضی کے افسانے سناتے ہیں

Marfat.com

یہ پتھر قافلے والوں کے ٹھکرائے ہوئے سے ہیں
کسی آتش قدم کی راہ میں آئے ہوئے سے ہیں

لئے بیٹھی ہیں یہ ویرانیاں محشر کے ہنگامے
ہیں ان سُنسانیوں میں دفن دنیا بھر کے ہنگامے

یہ بے آباد۔ دہشت ناک وحشت خیز ویرانہ
ہے لاتعداد شور انگیز تہذیبوں کا افسانہ

انہی دشواریوں سے آریوں کا کارواں گذرا
زمینِ ہند پر جاتا ہوا اک آسماں گذرا

اسی رستے سے ہو کر ہنس اور اہلِ تتار آئے
کئی خانہ خراب آئے۔ کئی آباد کار آئے

یہ مٹی شانِ اسکندر کی ہے آئینہ داراب تک
اُسی آندھی کا باقی ہے یہاں گرد و غبار اب تک

اسی تالش میں چمکی تھیں مسلمانوں کی شمشیریں
انہی فولاد کے دیووں سے ٹکرائی تھیں تکبیریں

Marfat.com

فلک نے اس زمیں پر بارہا محمود کو دیکھا
بہادر غوریوں کے طالعِ مسعود کو دیکھا
اُڑی یہ خاک برسوں تک غبارِ کارواں ہو کر
فلک پر چھا گئی دلدوز آہوں کا دھواں ہو کر
اسے تیمور نے روندا۔ اسے بابر نے ٹھکرایا
مگر اس خاک کی عالی وقاری میں نہ فرق آیا
یہاں سے بارہا گزرے اٹالے بارگاہوں کے
قدم چومے ہیں اس مٹی نے اکثر بادشاہوں کے
کہاں اب وہ شکوہِ نادری اقبالِ ابدالی
لیا کرتے تھے جن سے سخت پتھر درسِ پامالی
یہ ہے وہ خارزار۔ اس میں ہزاروں آبلے پھوٹے
نہیں ٹوٹے مگر یہ سنگدل کانٹے نہیں ٹوٹے
ہوائے درّۂ خیبر ہے محوِ انتظار اب بھی
کہ آجائے کوئی رہوارِ وحشت پر سوار اب بھی

Marfat.com

شہر پومپی آئی کی آخری رات

سپاہی بن کے چھایا شہر پر شیطان کا فتنہ
گناہوں سے لپٹ کر سو گیا انسان کا فتنہ

پناہیں حُسن نے پائیں سیہ کاری کے دامن میں
وفاداری ہوئی رُوپوش ناداری کے دامن میں

میسّر ہیں زری کے شامیانے خُوش نصیبی کو
اُڑھا دی سایۂ دیوار نے چادر غریبی کو

مشقّت کو سکھا کر خوبیاں خدمت گذاری کی
ہوئیں بے خوف بے ایمانیاں سرمایہ داری کی

لیا آغوش میں پُھولوں کی سیجوں نے امیری کو
مہیّا خاک ہی نے کر دئے آسن فقیری کو

Marfat.com

تڑپنا چھوڑ کر چُپ ہو گئے جی ہارنے والے
مزے کی نیند سوئے تازیانے مارنے والے

وہ رُوحانی وہ جسمانی عقوبت کم ہوئی آخر
غلامی بیڑیوں کے بوجھ سے بے دم ہوئی آخر

ہوئے فریادیوں پر بند ایوانوں کے دروازے
کہ خود محتاجِ درباں ہیں جہانبانوں کے دروازے

اُسی انداز سے جا سوئی غفلت بادشاہوں کی
سرور و کیف بن کر چھا گئیں نیندیں گناہوں کی

شرابیں ختم کر کے ہو گئے خاموش ہنگامے
بالآخر نیند آئی سو گئے پُرجوش ہنگامے

تھما جب زندگی کا جوش پر خاشِ اجل جاگی
عمل کو دیکھ کر مدہوش پاداشِ عمل جاگی

Marfat.com

اُٹھایا موت نے پتھر جہنّم کے دہانے سے
جہاں آتش کا دریا کھولتا تھا اک زمانے سے
بلندی سے تباہی کے سمندر نے کیا دھاوا
چٹانوں کے جگر سے پھوٹ نکلا آتشیں لاوا
دکھا دی آگ ایوانوں کو مظلومی کی آہوں نے
اُٹھائے شعلہ ہائے آتشیں بے کس نگاہوں نے
اٹھیں مختار بن کر بے کسی کے خون کی موجیں
حصارِ مرگ نے محصور کر لیں جنگ جو فوجیں
نہ حسن و عشق نے پائی اماں قہرِ الٰہی سے
دبی پاداش امیری سے فقیری سے نہ شاہی سے
ستاروں کی نگاہوں نے دھواں اٹھتا ہوا دیکھا
مگر خورشید نے کچھ بھی نہ مٹی کے سوا دیکھا

Marfat.com

شہیدوں کی عید

فرض پورا کر چکے فرصت ملی ہر کام سے
مقبروں میں سو رہے ہیں آج کس آرام سے
صبح کی صورت اُٹھے تھے رات کے آغوش سے
ہو گیا زندہ عمل کا جوش اِن کے جوش سے
اِن کا اُٹھنا تھا کہ تقدیرِ اخوّت جاگ اُٹھی
خوابِ غفلت میں پڑی تھی آدمیّت جاگ اُٹھی
اِن سروں پر سایہ افگن تھا علم اسلام کا
اِن لبوں پر وِرد تھا اللہ کے پیغام کا

Marfat.com

آیۂ رحمت تھے یہ سارے زمانے کیلئے
آئے تھے اُجڑی ہوئی دنیا بسانے کیلئے

ہوگئیں آباد اِن کے نام سے آبادیاں
رشکِ جنت بن گئیں اِن کے لہو سے وادیاں

بام و در۔ کہسار و میداں خشک و تر پست و بلند
ہوگئے اللہ والوں کی صدا سے بہرہ مند

زندگی میں بس گئے آباد کاروں کی طرح
صبر کی مدت گزاری روزہ داروں کی طرح

پیکرِ ہستی میں جب روحِ محبت بھر چکے
آئے تھے جس کام کو وہ کام پورا کر چکے

آخر ان کی عمر کا دن ڈھل گیا شام آگئی
یعنی صبحِ عید کا شب کے پیغام آگئی

Marfat.com

آخری روزہ کیا افطارِ حق کے نام پر
بہرِ اظہارِ اطاعت جھک گئے سجدوں میں سر
قبلہ رُو ہو کر مصلّوں پر نمازی سو گئے
فتح کر کے جنگ کو مردانِ غازی سو گئے
رات اِن کی ہے کہ روزِ عیش کی تمہید ہے
ان شہیدوں کے لئے صبحِ قیامت عید ہے

Marfat.com

کنجوس سرمایہ دار

آنکھیں اندھی۔ دل بھی اندھا۔ اندھی تیری قسمت بھی
قبر صفت گھر میں بھی اندھیرا۔ اندھی ہے یہ دولت بھی
ظالم تیرے ہاتھوں نے مسکینوں کے دل توڑے ہیں
ظلم کئے ہیں۔ حق چھینے ہیں پھر یہ پیسے جوڑے ہیں
لعنت دنیا بھر کی تُو نے خوب اکٹھی کر لی ہے
لاکھوں جیبیں خالی کر کے اپنی تھیلی بھر لی ہے
مال خزانہ پاس ہے تیرے لیکن اطمینان نہیں
اطمینان کہاں سے آئے جب دل میں ایمان نہیں
یہ بے فیض خزانہ تیرا۔ تیرے کام نہ آئے گا
تُو نے دنیا کو ترسایا یہ تجھ کو ترسائے گا

Marfat.com

چین تری تقدیر میں ہرگز اوسرا یہ دار نہیں

مزدوروں کی چیخیں ہیں اشرفیوں کی کھنکار نہیں

تنہائی میں اندیشوں کے بھوت ستاتے ہیں تجھ کو

تیری دولت چھیننے والے ہاتھ ڈراتے ہیں تجھ کو

تھیلی کھول کے ہو جاتا ہے حال بُرا ہر بار ترا

کر دے گی یہ دولت آخر اِک دن "بیڑا پار" ترا

Marfat.com

رقاصہ

"رقاصہ" حفیظ کی شاعری میں ایک نئے باب کا افتتاح ہے "ناروں بھری رات" "برسات" اور "نغمہ زار" کی دیگر نظموں کو ہم محسوساتی کی شاعری کہہ سکتے ہیں۔ فضا کے ہر گوشے میں نکہتوں کی کیفیت آوری رنگوں کا خمار اور مناظر کی سرمستیاں رقصاں نظر آتی ہیں۔ شاعر کے سامنے گاؤں کی کھلی فضائیں ہیں۔ قدرت وسیع مرغزاروں میں کھیل رہی ہے۔ معاشرت کی شاہراہیں پیچیدگیوں سے پاک ہیں۔ ہر چیز پر دوشیزگی کا عالم ہے لیکن جب وہ اس آزاد زندگی سے نکل کر وہاں پہنچتا ہے جہاں ہر راستہ پیچیدہ ہے، جہاں ہجوم خلائق سے تنفس گھٹنے لگتا ہے اور جہاں "کشمکش حیات" اور "تنازع للبقا" پُرخروش عروج پر ہیں

Marfat.com

وہ ٹھٹک کر رہ جاتا ہے اور ان حالات کو کہ جن کے ساتھ روزمرّہ سابقہ پڑنے کی وجہ سے ہماری قوتِ جائزہ شل ہو چکی ہے اس "نگاہِ اولیں" سے دیکھتا ہے جو ایک سچّے شاعر کی خصوصیّت ہے۔ وہ شہروں کی معاشرت کو اچھی طرح جان لیتا ہے اور سطحی خوش نمائیوں اور دلفریبیوں سے گزر کر اس داغِ برص کو بے نقاب کر دیتا ہے۔ جسے حریر و پرنیاں کے تہ در تہ پردوں میں چھپایا جاتا ہے۔ گویا یہ رقاصہ عورتیں شہر کے ہر شعبۂ حیات کا ایک نمونہ ہیں۔ آدمیوں کے اس جنگل میں ہر افعی خوشنما رنگوں میں ڈھنپا ہوا ہوتا ہے۔ ہر گناہ کے لئے ایک دلفریب نام ہوتا ہے۔

رقاصہ ایک نظم ہے وعظ نہیں۔ اس میں کوئی اقتصادی اور معاشرتی حل نہیں بتایا گیا۔ یہ محض اس درخشاں لمحے کا مظہر ہے جس میں شاعر گناہ کے متعفّن اور برص آلود جسم کو اس کے اصلی رنگ میں عریاں دیکھتا ہے اور یہ خوفناک لمحہ ہمارے ذہن میں ہمیشہ کے لئے پیوست ہو جاتا ہے شاعری اسی لئے وعظ و نصیحت سے زیادہ مؤثّر ہوتی ہے۔

Marfat.com

رقاصہ کا مسئلہ ایک اہم معاشرتی مسئلہ ہے۔ اس لعنت کا استیصال تمام اسلامی ممالک میں ہو چکا ہے۔ دوسرے آزاد ملکوں میں بھی اس کے متعلق کئی ایک اصلاحی قوانین جاری ہیں۔ مگر ہندوستان کہ جہاں آزادی سے آزاد خیالی اور آزاد خیالی سے پریشاں خیالی مراد لی جاتی ہے۔ اس مسئلہ میں یورپ سے بھی زیادہ "آزاد" ہے۔ یہاں یہ پیشہ معاشرت کا ایک جزوِ لاینفک قرار دیا جاتا ہے اور اگر کسی ایک فرد کو اس کے خلاف کوئی ردِّ عمل بھی ہوتا تو وہ محض عارضی جوش ہوتا ہے۔ حفیظ نے اس نقص کو پوری طرح نمایاں کرنے کے لئے تمام نظم ایک ایسے آدمی کے نشخص میں لکھی ہے کہ جو ایک بار تو اس گناہ کے خلاف اپنی آواز بہت زور سے اٹھاتا ہے مگر اس بلند آہنگی کا ردِّ عمل یہ ہوتا ہے کہ وہ پھر ہمیشہ کے لئے اپنے حال میں مست ہو جاتا ہے۔ گویا قوم ایک شرابی کی طرح ہے کہ جس کے نشے میں یکایک ایسا وقفہ آجاتا ہے جب وہ اپنے آپ کو بہت کچھ لعنت ملامت کرتا ہے۔ مگر پھر اس غیر معمولی محنت سے تھک

Marfat.com

کردہ پہلے سے بھی زیادہ گہرے عیش میں منہمک ہو جاتا ہے!!

یہ دیباچہ ایک اُکتا دینے والے وعظ کی صُورت پکڑ رہا ہے اس لئے میں اپنی بحث کو یہیں ختم کرتا ہُوں اور شاعری وعظ و نصیحت سے زیادہ مؤثّر ہوتی ہے!

تاثیر

ایک قاصہ سے خطاب

اُٹھی ہے مغرب سے گھٹا پینے کا موسم آگیا
ہے رقص میں اک مہ لقا
نازک ادا ناز آفریں،
ہاں ناچتی جا گائے جا نظروں سے دل برمائے جا
تڑپائے جا تڑپائے جا
اے دشمنِ دنیا و دیں،

Marfat.com

تیرا تھرکنا خوب ہے، تیری ادائیں دل نشیں
لیکن ٹھہر تُو کون ہے او نیم عریاں نازنیں
کیا مشرقی عورت ہے تُو ہرگز نہیں ہرگز نہیں

تیری ہنسی بے باک ہے
تیری نگہ چالاک ہے

اُف کس قدر دل سوز ہے تقریر بازاری تری
کتنی ہوس آموز ہے یہ سادہ پرکاری تری
ہاں ہاں مسلماں زادیاں
ہوتی ہیں عفّت والیاں

نہ حسن کی شہزادیاں پردے کی ہیں آبادیاں
چشمِ فلک نے آج تک دیکھی نہیں اُن کی جھلک
سرمایۂ شرم و حیا زیور ہے اُن کے حُسن کا

Marfat.com

شوہر کے دُکھ سہتی ہیں وہ　　منہ سے نہیں کہتی ہیں وہ
کب سامنے آتی ہیں وہ　　غیرت سے کٹ جاتی ہیں وہ

اعزازِ ملّت اُن سے ہے　　نامِ شرافت اُن سے ہے
اسلام پر قائم ہیں وہ　　پاکیزہ و صائم ہیں وہ

تجھ میں نہیں شرم و حیا
تجھ میں نہیں مہر و وفا

سچ سچ بتا تُو کون ہے　　او بے حیا تو کون ہے
احساسِ عزّت کیوں نہیں　　شرم اور غیرت کیوں نہیں
یہ پُرفسوں غمزے ترے　　نامحرموں کے سامنے
ہٹ سامنے سے دُور ہو　　مردود ہو مقہور ہو
تقدیر کی ہیٹی ہے تُو　　شیطان کی بیٹی ہے تُو
جس قوم کی عورت ہے تُو　　اُس قوم پر لعنت ہے تُو

Marfat.com

لیکن ٹھہر جانا ذرا
تیری نہیں کوئی خطا

مردوں میں غیرت ہی نہیں — قومی حمیّت ہی نہیں،
وہ ملّتِ بیضا کہ تھی — سارے جہاں کی روشنی
جمعیتِ اسلامیاں — شاہنشہِ ہندوستاں
اب اُس میں دم کچھ بھی نہیں — ہم کیا ہیں ہم کچھ بھی نہیں
ملّی سیاست اُٹھ گئی، — بازو کی طاقت اُٹھ گئی
شانِ حجازی اب کہاں — وہ ترکتازی اب کہاں
اب غزنوی ہمت گئی — اب بابری شوکت گئی
ایماں عالمگیر کا — مسلم کے دل سے اُٹھ گیا
قوم اب جفا پیشہ ہوئی — بلکہ گدا پیشہ ہوئی
اب رنگ ہی کچھ اَور ہے — بے غیرتی کا دور ہے

Marfat.com

یہ قوم اب مٹنے کو ہے یہ نرد اب پٹنے کو ہے
افسوس یہ ہندوستاں!
یہ گلشنِ جنّت نشاں!

ایمان داروں کا وطن! طاعت گذاروں کا وطن!
رہ جائے گا ویرانہ پھر بن جائے گا بت خانہ پھر
لیکن مجھے کیا خبط ہے
تقریر کیوں بے ربط ہے

ایسا بہک جاتا ہوں میں منہ آئی بک جاتا ہوں میں
اتنا شرابی ہو گیا عقل و خرد کو کھو گیا
مجھ کو زمانے سے غرض؟ مٹنے مٹانے سے غرض؟
ہندوستاں سے کام کیا اندیشۂ اسلام کیا

جینے دو جینے دو مجھے
پینے دو پینے دو مجھے

Marfat.com

جب حشر کا دِن آئے گا اُس وقت دیکھا جائے گا
ہاں ناچتی جا گائے جا نظروں سے دل برمائے جا
تڑپائے جا تڑپائے جا
او دشمنِ دنیا و دیں!

Marfat.com

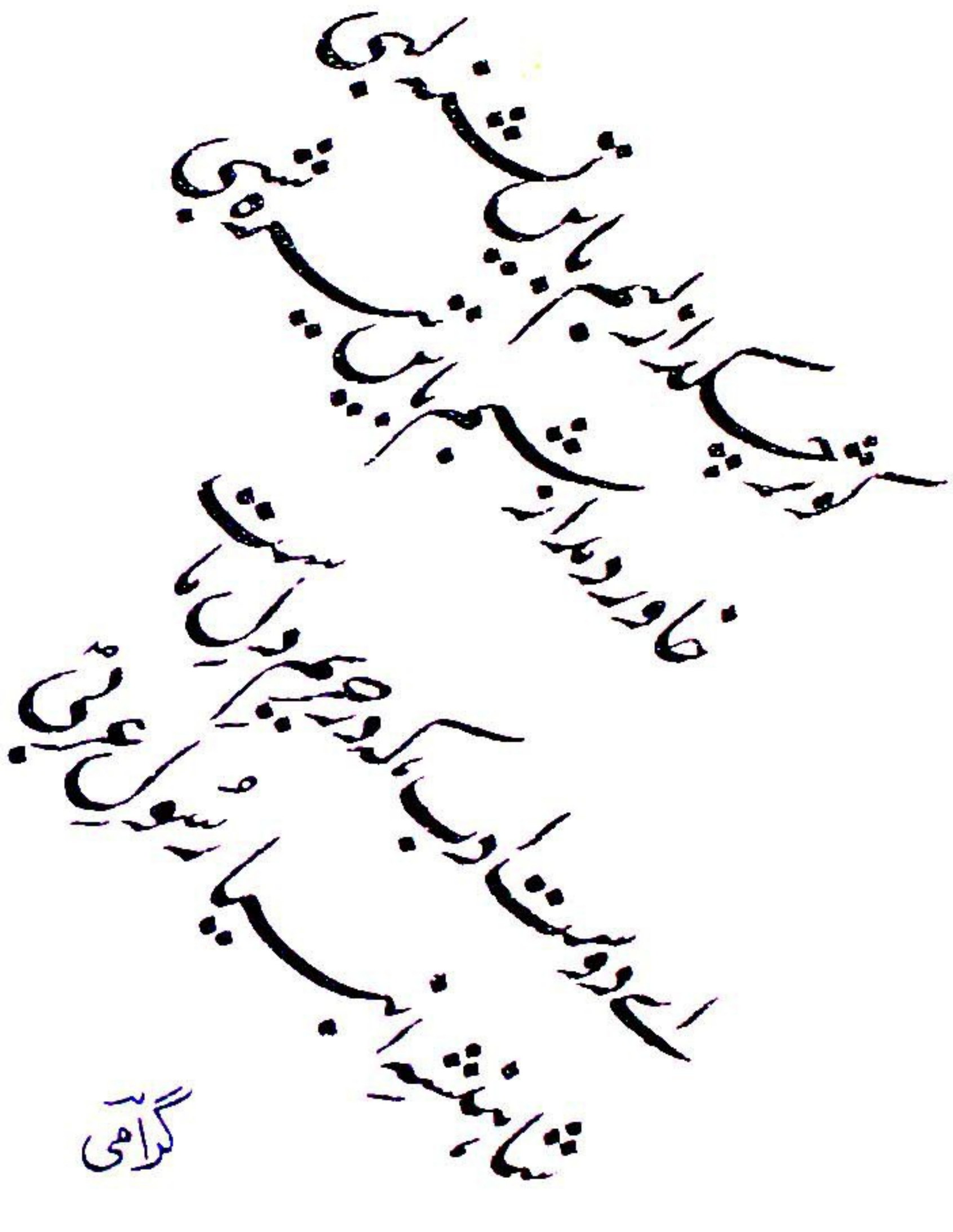

Marfat.com

Marfat.com

عیدِ میلادُالنبی

زندگی مُردہ تھی روحِ زندگی افسردہ تھی
خامیٔ تخلیق اپنے آپ سے آزُردہ تھی
جلوے افسردہ تھے اپنی خامیٔ تکمیل سے
عشق تھا رُوپوش اب تک حُسن کی قندیل سے
سازِ فطرت تھا ابھی مضراب سے ناآشنا
نغمہ تھا اِک لذّتِ بیتاب سے ناآشنا
سو رہی تھی زندگانی خواب کے آغوش میں
آرزوئیں دم بخود تھیں حسرتِ خاموش میں

Marfat.com

باغ سے موجِ شمیمِ جانفزا اُٹھتی نہ تھی
نالۂ جانکاہِ بلبل کی صدا اُٹھتی نہ تھی

آنکھ تھی لیکن ابھی تک اشک سے محروم تھی
کامیابی کی تمنّا رشک سے محروم تھی

روح نے اب تک دعاؤں کے مزے پائے نہ تھے
خامشی نے التجاؤں کے مزے پائے نہ تھے

عالمِ ایجاد تھا کچھ اس طرح یعنی نہ تھا
آفرینش لفظ تھا۔ شرمندۂ معنی نہ تھا

یک بیک اُمّید کے گھر میں خوشی پیدا ہوئی
زندگی کے واسطے اک زندگی پیدا ہوئی

سینۂ ہستی میں کروٹ لی دلِ بیتاب نے
پڑھ لیا یعنی حرارت کا سبق سیماب نے

Marfat.com

رُوئے فطرت پر محبّت کی ضیا پیدا ہوئی
حُسن کی آنکھیں جھکیں۔ اُن میں حیا پیدا ہوئی
ناگہاں ساکن ہواؤں میں روانی آ گئی
اور چمن کے پتّے پتّے پر جوانی آ گئی
سینۂ غنچہ میں اک میٹھی کسک پیدا ہوئی
گل میں خوشبو اور شاخوں میں لچک پیدا ہوئی
سبزۂ خوابیدہ جاگا لہلہانے کے لئے
ہو گئیں بے تاب کلیاں مسکرانے کے لئے
آج زانوئے ازل پہ صبح نے انگڑائی لی
مُسکرا کر اک کرن نے ہاتھ میں شہنائی لی
غُل ہوا دنیا میں ختم المرسلینؐ پیدا ہوا
مخزنِ اسرارِ قدرت کا امیں پیدا ہوا

Marfat.com

کشتیٔ ارض وسما کا ناخدا پیدا ہوا

ابتدا وانتہا کا پیشوا پیدا ہوا

عرش پر سے شادیانوں کی صدا آنے لگی

سازِ الفت سے ترانوں کی صدا آنے لگی

فرش پہ روح الامیں آنے لگے جانے لگے

طائرانِ قدس نغمے نعت کے گانے لگے

وہ سہانے دھیمے دھیمے رس بھرے نغمے ہوا میں بس گئے

میٹھے میٹھے گیت حوروں کے فضا میں بس گئے

بس گیا آکر فضا میں لشکرِ نورانیاں

اور پیشِ نورِ مطلق جھک گئیں پیشانیاں

پرفشانوں کے کھلے انوار لہرانے لگے

نور کے بادل زمیں پر پھول برسانے لگے

Marfat.com

کعبۂ توحید پر رکھ کر جبیں سات آسماں
جھک گئے تعظیم کو پیشِ زمیں سات آسماں

تھی یہ صبحِ زندگی تمہیدِ میلادُ النّبی
آپ خالق نے منائی عیدِ میلادُ النّبی

Marfat.com

ہلالِ عید

(۱)

کردیا شام نے تمام
دامنِ غرب لالہ فام
رنگ بھرے سحاب میں ڈوب گیا ہے آفتاب
چھپ نہ سکا نقاب میں خندۂ حسنِ بے حجاب
منظرِ باغ پُربہار
اور فرازِ کوہسار
چادرِ آب جوئبار
ہو گئے سب طلائگار

Marfat.com

نورِ شفق نے بھر دئے رنگ سے کوہ و سقف و بام
حُسنِ نظر نے کر دئے دیدہ و روح شاد کام
کر دیا شام نے تمام
دامنِ غرب لالہ فام

۲

ہو گئی نرم رَو ہوا
محوِ سکوت ہے فضا
دن کے تھکے ہوئے کسان اپنے گھروں میں آ گئے
دشت نورد سارباں چشمۂ آب پا گئے
خوش ہیں تمام روزہ دار
خوش ہوا اُن سے کردگار

Marfat.com

بند ہیں سارے کاروبار
آنکھ ہے وقفِ انتظار

منتظرِ نوید ہے صبر و سکوں امید کا
ضبطِ دروں شہید ہے تیغِ بلالِ عید کا

ہو گئی نرم رَو ہوا!
محوِ سکوت ہے فضا

۳

آج ہیں سب جوان و پیر
ایک لکیر کے فقیر

طفل رہا امنگ سے شاہ و گدا نہال ہے
جوشِ طرب کے رنگ سے چہرۂ شوق لال ہے

Marfat.com

حُسن بھری بلندیاں
دیکھ رہی ہیں آسماں
چشمِ فلک سے بھی نہاں
محوِ نظر ہیں سیبیاں

سُرخ شفق کی ڈھال میں — گڑ گئے بے شمار تیر
جستجوئے ہلال میں — گُم ہیں کئی مہِ منیر
آج ہیں سب جوان و پیر
ایک لکیر کے فقیر

---

(۴)

جوشِ خوشی سے یک بیک
بس گیا گنبدِ فلک

Marfat.com

مسلمِ روزہ دار نے ختم کیا مہِ صیام
سازِ طرب کے تار نے توڑ دیا سکوتِ شام
دیکھ رہا ہے آسماں
آج زمین کا سماں
دشت و جبل ہیں ناگہاں
گونج اُٹھیں سلامیاں

سُن کے ترانۂ دعا وجد میں آ گئے ملک
چھا گیا ایک نُور سا فرشِ زمیں سے عرش تک
جوشِ خوشی سے یک بیک
بس گیا گنبدِ فلک

Marfat.com

(۵)

مِل گئی عید کی نوید
دیکھ لیا ہلالِ عید

ارض و سما میں دفعتاً بانگِ اذاں ہوئی بلند
ایک صدا میں دفعتاً ہوگئی ہر زبان بند
ایک جہانِ پاکباز
کر کے وضو پئے نماز
دل کو کئے ہوئے گداز
جُھک گیا پیشِ بے نیاز

بندہ اِدھر اُدھر خدا لطف اُدھر۔ اِدھر ادھر
عجز اِدھر۔ اُدھر عطا گفت اِدھر۔ اُدھر شنید

مِل گئی عید کی نوید
دیکھ لیا ہلالِ عید

Marfat.com

یہ عید ہماری عید نہیں

یہ عید ہے روزہ داروں کی — محبوبِ خدا کے پیاروں کی
جن کی طاعت مشکور ہوئی — پروان چڑھی منظور ہوئی
سجدوں نے جبینیں چمکائیں — منّت کی مرادیں بر آئیں
محنت کا شجر پھل لایا ہے — دن فضلِ خدا کا آیا ہے

یہ بخشش کی امّید کا دن
یاروں کیلئے ہے عید کا دن

رحمت کی گھٹائیں چھائی ہیں — قبلے کی طرف سے آئی ہیں
واہیں توحید کے میخانے — اور گردش میں ہیں پیمانے
ساقیٔ ازل کی چوکھٹ سے — مستانِ الست کا جمگھٹ ہے
یہ سب اللہ کے دیوانے — شمعِ وحدت کے پروانے

Marfat.com

توحید کے نغمے گاتے ہیں
مِل مِل کر عید مناتے ہیں

ہم بدقسمت ہم بیچارے — آزارِ فرقت کے مارے
عید آئی یہ کیسے مانیں؟ — ہم عید کی خوشیاں کیا جانیں؟
یثرب سے نہیں پیغام آیا — غربت میں ماہِ صیام آیا
محبوب کے در سے دور رہے — لاچار ہوئے۔ مجبور رہے

جب نورِ خدا کی دید نہیں
یہ عید ہماری عید نہیں

Marfat.com

میرا سلام لے جا

(مدینے کو جانے والے ایک دوست سے)

قسمت کے آسماں پر سیمائے کہکشاں پر
چمکا ترا ستارا
اُس در پہ حاضری کا تجھ کو ہوا اشارا
اے بختیار بندے
اے کامگار بندے
تیری مرادمندی تقدیر کی بلندی
تُجھ کو پکارتی ہے
آ باریاب ہو جا!
اے ذرّۂ محبّت! جا آفتاب ہو جا!

Marfat.com

دربار میں چلا ہے
سرکار میں چلا ہے
رختِ سفر اُٹھا لے اللہ کے حوالے
یثرب کے جانے والے بس اک پیام لے جا
میرا سلام لے جا

میری یہ سرد آہیں یہ منتظر نگاہیں
اِن کا خیال کرنا
لیکن نہیں مناسب کچھ عرضِ حال کرنا
وہ جانتے ہیں سب کچھ
پہچانتے ہیں سب کچھ
ناشاد آرزوئیں برباد آرزوئیں
بے تاب ہو رہی ہیں
تاہم خموش رہنا

Marfat.com

آنکھوں سے دیکھتا جا منہ سے مگر نہ کہنا

یہ صبح و شام میرے

سب سامنے ہیں تیرے

ان سے کوئی بھلائی دیتی نہیں دکھائی

لے جا سکے تو بھائی! یہ صبح و شام لے جا

میرا سلام لے جا

ہر چیز کھو چکا ہوں برباد ہو چکا ہوں

یہ زندگی ہے میری

اِس وقت پاس میرے شرمندگی ہے میری

کچھ ارمغاں نہیں ہے

جُز این و آں نہیں ہے

مفلس ہُوں بینوا ہُوں کچھ بھی نہیں مَیں کیا ہُوں

Marfat.com

تحفے نہ مانگ مجھ سے

نادم نہ کر خدا را

دل تیرے پاس ہو تو دیدے مجھے اُدھارا

میرا کلام کیا ہے؟

یہ جنسِ خام کیا ہے؟

یہ ارمغاں خوشی سے چاہے تو ہاں خوشی سے

اے مہرباں خوشی سے یہ جنسِ خام لے جا

میرا سلام لے جا

فریاد و داد ہُو میں صہبائے آرزو میں

وہ جوش ہی نہیں ہے

ٹوٹا ہوا بھی ہے دل خاموش ہی نہیں ہے

سرشار کرنے والی

شے ہو چکی ہے خالی

Marfat.com

میخانۂ یقیں سے اُس کیفِ بہتریں سے
ایمانِ آتشیں سے
پھر اس کو بھر کے لانا
پینے چلا ہے تو بھی اور مجھ کو بھی پلانا
ٹُوٹا ہُوا ہے بے شک
پھُوٹا ہُوا ہے بے شک
ہے عرض دست بستہ گو دُور کا ہے رستہ
اور جام بھی شکستہ لیکن یہ جام لے جا
میرا سلام لے جا
یہ اشک ریز آنکھیں طُوفان خیز آنکھیں
اب خشک ہو چکی ہیں
دریا کہاں سے لائیں قطرے کو رو چکی ہیں

Marfat.com

ورنہ یہ آرزو تھی

مدّت سے جستجو تھی

کشتی بنا کے دل کو اور پھر سجا کے دل کو

یثرب کے جانے والے

اس میں تجھے بٹھاؤں

دنیائے سرمدی کے ساحل پہ لے کے جاؤں

خیر اے دلبر اچھّا

ہوتی ہے دیر اچھّا

جا ہر طرح سلامت لے جا مری محبت

لے جا مری عقیدت میرا سلام لے جا

میرا سلام لے جا

Marfat.com

جوہرِ ذاتی

مدّتوں سے اشک کے سیلاب میں بہتا ہے دل
سختیاں ہر موجِ طوفاں خیز کی سہتا ہے دل
دل میں سب کچھ ہے مگر منہ سے نہیں کہتا ہی دل
التجا کیسی دعا سے مُحترز رہتا ہے دل
حاجتیں لاکھوں ہیں لیکن مانگنے سے عار ہے
شکر کرتا ہوں کہ دل میرا بہت خوددار ہے

اپنے دامن میں لیا ہے بارگاہوں نے مجھے
اپنے پہلو میں بٹھایا بادشاہوں نے مجھے
بارہا تاکا ہے بخشش کی نگاہوں نے مجھے
اور پناہیں پیش کیں عالم پناہوں نے مجھے

Marfat.com

رعب دولت کا مگر دل پہ مرے چھایا نہیں
کچھ طلب کرنے کو میں نے ہاتھ پھیلایا نہیں
عرش کی رفعت لئے بیٹھا ہوں فرشِ خاک پر
سر مرا آسودہ ہے پائے رسولِ پاک پر
اہلِ زر ہنستے ہیں میرے دامنِ صد چاک پر
اور میں نازاں ہوں اپنی فطرتِ بے باک پر
میری فطرت نے دیا ہے جوہرِ ذاتی مجھے
دنیوی شاہوں کی مداحی نہیں آتی مجھے

Marfat.com

گلشنِ جنّت

وہ ملک جو ایک سمندر ہی لمبے چوڑے میدانوں کا
مجموعۂ ریگستانوں کا اور ناہموار چٹانوں کا
اک صحرا جس کے سینے پر آتش کے شرارے پھرتے ہیں
اک ویرانہ جس میں سنّاٹے مارے مارے پھرتے ہیں
وہ سیر گہِ وحشت زا جو ہے عشرت گاہ بگولوں کی
سُنسان بیاباں جس میں فوجیں آسودہ ہیں غُولوں کی
وہ دشت جہاں پُرشور ہوائیں گرد غبار اڑاتی ہیں
مٹّی کی چھاؤنی چھاتی ہیں مٹی کا فلک بن جاتی ہیں
طوفانی ریگِ رواں جس میں زہریلے طوفاں اٹھتے ہیں
غصّے میں بھر کر کالے، نیلے، پیلے طوفاں اُٹھتے ہیں

Marfat.com

وہ مٹّی کے تودے جن پہ کرنوں کی بارش ہوتی ہے
وہ ریت جو رات کی چادر میں تاروں کے نیچے سوتی ہے
وہ وسعت۔ ذرّے ذرّے کو جو دشت بنائے بیٹھی ہے
گنتی کے نخلستانوں کو دامن میں چھپائے بیٹھی ہے
ہاں ہاں وہ عرب جو گہوارہ ہے ظلمت سوز نمازت کا
رکھّا ہے اسی پردے میں چھپا کر حق نے گلشن جنّت کا
یہ گلشن جس کی راہ طلب میں ذرّہ ذرّہ سینا ہے
یہ شہر ہے کملی والے کا اور اس کا نام مدینہ ہے

Marfat.com

تین نغمے

حفیظ۔ ٹیگور۔ اقبال

ہم نوا کوئی نہ پایا جب زمیں کے فرش پر
میرا نغمہ لے چلا مجھکو اڑا کر عرش پر

ظلمتِ ابلیس کی راہوں سے کتراتا ہوا
بندگی کے گیت اپنے رنگ میں گاتا ہوا

جادہ پامالِ مہر و ماہ طے کرتا ہوا
مہ بہ مہ انجم بہ انجم راہ طے کرتا ہوا

کہکشاں تا کہکشاں بڑھتا گیا بڑھتا گیا
آسماں تا آسماں چڑھتا گیا چڑھتا گیا

Marfat.com

یہ عبودیّت کا نغمہ جانے کیا اعجاز تھا
جو ستارا میں نے دیکھا گوش بر آواز تھا
زہرۂ افلاک میری لے اُڑا کر لے گئی
نقش سوز و ساز کے دل میں بٹھا کر لے گئی
کارپردازانِ قدرت ہم سفر بنتے گئے
اپنی اپنی منزلوں تک راہبر بنتے گئے
مرحبا کہتے ہوئے ننھی سی مشت خاک پر
ہو گئے رخصت سنا لے بامِ ہفت افلاک پر
دو فرشتے ساتھ چلتے چلتے آخر رہ گئے
اے بشر! اب تیری جرأت ہے! یہ فقرہ کہہ گئے
مَیں کہ تھا سرمست صہبائے ازل چلتا گیا
پاؤں تھک کر رہ گئے تو سر کے بل چلتا گیا

Marfat.com

چلتے چلتے ایک ندّی راہ میں حائل ہوئی
میرے ارمانوں کی منزل گاہ میں حائل ہوئی

ہلکی ہلکی پُرسکوں لہروں میں لہراتی ہوئی
میٹھے میٹھے گیت اپنی پریت کے گاتی ہوئی

لہریا آبی دوپٹّا تا کمر لپٹا ہوا
دامنوں سے دامنِ شام و سحر لپٹا ہوا

عطر کی لپٹیں چلی آتی تھیں اُس کے ساتھ ساتھ
تھی ہوا اُس کے لئے ہمراز مشّاطہ کا ہاتھ

جھاڑیاں تھیں یا کہ سکھیاں تھیں قطار اندر قطار
نذر لائی تھیں پھلوں کی ڈالیاں پھُولوں کے ہار

نازنیں شاخیں لچکتیں سرسراتیں جھومتیں
اپنے اپنے عکس کا منہ آئنے میں چُومتیں

Marfat.com

قمریاں تھیں بلبلیں تھیں، سرو تھے شمشاد تھے
شاد تھے دونوں کنارے شاد تھے آباد تھے

پھول سے کانٹا حسیں معلوم ہوتا تھا یہاں
سبزہ بیگانہ نہیں معلوم ہوتا تھا یہاں

میرے جی میں بس گئی اسکی سکوت افزا بہار
میں یہ سمجھا ہو گیا میرا مقدر سازگار

پاؤں پھیلا کر خنک ندّی میں سر دُھننے لگا
آبجو کا نغمۂ جادو اثر سُننے لگا

اب ہوا محسوس یہ سارا سماں نغمے کا ہے
یہ زمیں نغمے کی ہے یہ آسماں نغمے کا ہے

یہ عجب نغمہ تھا۔ اطمینان بخش و بے خروش
یہ عجب نشہ تھا جس میں کوئی بیتابی نہ ہوش

Marfat.com

محوِ گلگشتِ چمن پہنے ہوئے کلیوں کے ہار
نغمہ تھا۔ یا شام کی ٹھنڈی نسیمِ خوشگوار
نغمہ تھا یا حدّتِ خوں کے لئے برف آب تھا
یا تھکے ماندوں کی بستی میں نفیرِ خواب تھا
ہاں یہ نغمہ تھا لگی دل کی بجھانے کے لئے
برف بن بن کر رگوں میں بیٹھ جانے کے لئے
نغمہ خواب آور تھا نیند آنے لگی میں سو گیا
اپنی منزل بھول کر اس رنگ و بو میں کھو گیا
کوئی ندی تھی نہ میدانِ گل و لالہ تھا یہ
نغمۂ ٹیگور تھا یہ سحرِ بنگالہ تھا یہ
دیکھ کر نغمے کا یہ افسوں میں حیراں ہو گیا
میری جمعیت کا شیرازہ پریشاں ہو گیا

Marfat.com

پھول تھے۔ خوشبو تھی نشّہ تھا۔ فضا تھی مَیں نہ تھا

ساز کی دھڑکن تھی۔ نغمے کی صدا تھی میں نہ تھا

میری اپنی روح کے نغمے کی لَے کم ہو گئی

قلب کو گرمانے والی کوئی شے کم ہو گئی

ہو گیا یخ بستہ میں بھی اور میرا ساز بھی

بیٹھ جائے دل تو اُٹھ سکتی نہیں آواز بھی

یاد مجھ کو اب وہ پہلی زندگی آنے لگی

یعنی اس اُفتاد سے شرمندگی آنے لگی

تازیانہ بن گیا بہرِ عمل یہ انفعال

دفعتًا پیدا ہوا خود اعتمادی کا خیال

جاگ اُٹھا میں اور کنارے ہی کنارے چل پڑا

سرنگوں ہارے ہوئے دل کے سہارے چل پڑا

Marfat.com

چل رہے تھے پاؤں اپنے حال سے بے حال سے
خود بخود تھک جانے والی ڈگمگاتی چال سے
اس طرح طے کر گیا میں سرحدِ ادراک بھی
میرا منہ تکنے لگی اب جرأت بیباک بھی
سامنے دیکھا۔ تو اک دریا نظر آیا مجھے
میری منزل آگئی ایسا نظر آیا مجھے
مل گئی تھی جا کے دریا سے یہ پیاری جوئے آب
یعنی اپنے مدّعا میں ہو گئی تھی کامیاب
یہ عروسِ فکر رنگیں بن سنور کر آئی تھی
دامنِ آبِ رواں میں پھول بھر کر لائی تھی
اِک محبّت اِک مسرت کے نرالے جوش میں
لے لیا تھا بڑھ کے دریا نے اسے آغوش میں

Marfat.com

پھر مرے ذوقِ عمل کو اک سہارا مل گیا
وہ کنارا مجھ سے چھوٹا یہ کنارا مل گیا

ہاں یہ دریا تھا مگر دریائے ناپیدا کنار
خوشنما۔ پُرہول۔ نغمہ آفریں اور پُروقار

سیل در آغوشِ سیل اور موج در آغوشِ موج
ہر طرف پُرجوش لشکر ہر طرف پُرجوش فوج

اندرونِ تہ سے لہر اٹھتی ہوئی چڑھتی ہوئی
ولولوں کی طرح ہر سُو پھیلتی بڑھتی ہوئی

تھے سکوں نا آشنا۔ لہریں بھی اور گرداب بھی
اپنی اپنی رَو میں تھے طوفان بھی سیلاب بھی

ایک طوفانِ تلاطم ایک سیلابِ رواں
ظاہراً آبِ رواں باطن میں سیمابِ رواں

Marfat.com

سازِ قُدرت واصلِ مضراب تھا دریا نہ تھا
اِک مسلسل نغمۂ بیتاب تھا دریا نہ تھا

ہوگئی بیدار میرے نغمۂ ہستی کی گونج
قلزم سے اُٹھی پرانے جوش و سرمستی کی گونج

جس طرح آجائے پیاسا ساحلِ مطلوب پر
یا اچانک کوئی جا پہنچے درِ محبوب پر

اب یہ طوفانِ حیات افزا تھا میرے سامنے
نغمۂ اقبال کا دریا تھا میرے سامنے

درد کی چیخیں اٹھیں میرے شکستہ ساز سے
آبدیدہ ہوگیا دریا میری آواز سے

میرا نغمہ۔ نغمۂ دریا سے کم آواز تھا
ہاں مگر ہم رنگ و ہم آہنگ و ہم آواز تھا

Marfat.com

ہوش نے چاہا کہ فکرِ خود فراموشی کروں
قطرہ ہُوں دریا سے مل جاؤں ہم آغوشی کروں
اپنی ہستی کا ابھی تک تھا مگر دھوکا مجھے
شوق نے آگے بڑھایا ضبط نے روکا مجھے
لڑکھڑائے پائے ہمّت عشق کے آداب میں
ایک لرزش سی ہوئی پیدا مرے اعصاب میں
کھینچنے کو دوڑ کر موجوں کی زنجیریں بڑھیں
روکنے کو حفظِ خود داری کی تدبیریں بڑھیں
یہ خودی یہ بے خودی یہ ضبط اور یہ اشتیاق
اس طرح اُلجھے کہ آخر بن گئے دامِ فراق
مدّعائے زیست حاصل ہوتے ہوتے رہ گیا
جُزو اپنے کُل سے واصل ہوتے ہوتے رہ گیا

Marfat.com

Marfat.com

زخمہ بر تارِ رگِ جاں میزنم

Marfat.com

Marfat.com

غزلیات

(۱)

وہ سرخوشی دے۔ کہ زندگی کو شباب سے بہرہ یاب کر دے
میرے خیالوں میں رنگ بھر دے۔ میرے لہو کو شراب کر دے

حقیقتیں آشکار کر دے۔ صداقتیں بے حجاب کر دے
ہر ایک ذرّہ یہ کہہ رہا ہے کہ آ مجھے آفتاب کر دے!

یہ خُوب کیا ہے۔ یہ زشت کیا ہے۔ جہاں کی اصلی سرشت کیا ہے؟
بڑا مزا ہو تمام چہرے اگر کوئی بے نقاب کر دے

کہو تو رازِ حیات کہہ دوں حقیقتِ کائنات کہہ دوں
وہ بات کہہ دوں کہ پتھروں کے جگر کو بھی آب آب کر دے

Marfat.com

خلافِ تقدیر کر رہا ہُوں پھر ایک تقصیر کر رہا ہوں
پھر ایک تدبیر کر رہا ہُوں۔ خدا اگر کامیاب کر دے
تیرے کرم کے معاملے کو ترے کرم ہی پہ چھوڑتا ہوں
میری خطائیں شمار کر لے۔ میری سزا کا حساب کر دے

---

(۲)

نگاہِ آرزو آموز کا چرچا نہ ہو جائے
شرارت سادگی ہی میں کہیں رُسوا نہ ہو جائے
اُنہیں احساسِ تمکیں ہو کہیں ایسا نہ ہو جائے
جو ہونا ہو۔ ابھی اے جرأتِ رندانہ ہو جائے
بظاہر سادگی سے مُسکرا کر دیکھنے والو!
کوئی کمبخت ناواقف اگر دیوانہ ہو جائے

Marfat.com

بہت ہی خوب شے ہے اختیاری شانِ خودداری
اگر معشوق بھی کچھ اور بے پروانہ ہو جائے

ارادے باندھتا ہوں سوچتا ہوں۔ توڑ دیتا ہوں
کہیں ایسا نہ ہو جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو جائے

الٰہی دلنوازی پھر کریں وہ مے فروش آنکھیں
الٰہی اتحادِ شیشہ و پیمانہ ہو جائے

میری اُلفت تعجّب ہو گئی۔ توبہ معاذ اللہ!
کہ منہ سے بھی نہ نکلے بات اور افسانہ ہو جائے

---

(۳)

نہ دردِ محبّت نہ جوشِ جوانی — یہ جنّت ہے۔ تو ہائے دنیائے فانی!
تُو پھر آ گئی گردشِ آسمانی — بڑی مہربانی! بڑی مہربانی!!

Marfat.com

سنا تا ہے کیا حیرت انگیز قصّے حسینوں میں کھوئی ہو جس نے جوانی
نظر اور ذوقِ نظر دینے والے! عجب شے بنا دی ہے دُنیائے فانی
نصیحت سے روکا بہت ناصحوں کو کسی نے ہماری نصیحت نہ مانی
تسلّی دیئے جاؤ نادان دل کو
کئے جاؤ باتیں زبانی زبانی

---

(۴)

مٹنے والی حسرتیں ایجاد کر لیتا ہوں میں
اک جہانِ نیستی آباد کر لیتا ہوں میں
مجھ کو اِن مجبوریوں پر بھی ہے اتنا اختیار
آہ بھر لیتا ہوں میں فریاد کر لیتا ہوں میں
حُسن بیچارہ تو ہو جاتا ہے اکثر مہربان
پھر اسے آمادۂ بیداد کر لیتا ہوں میں

Marfat.com

تُو نہیں کہتا۔ مگر دیکھ او وفا نا آشنا
اپنی ہستی کس قدر برباد کر لیتا ہُوں میں
ہاں یہ ویرانہ۔ یہ دل۔ یہ آرزوؤں کا مزار
تم کہو تو پھر اسے آباد کر لیتا ہُوں میں
جب کوئی تازہ مصیبت ٹوٹتی ہے اے خدا
ایک عادت ہے کہ تجھ کو یاد کر لیتا ہُوں میں

---

(۵)

میرے خیال و خواب کی دنیا لئے ہوئے
پھر آ گیا کوئی رُخِ زیبا لئے ہوئے
پھر دل میں آ بسی ہے کسی انجمن کی یاد
اُجڑے ہوئے بہشت کا نقشا لئے ہوئے

Marfat.com

یہ کم نگاہیاں ہیں تو پھر کس امید پر
بیٹھا رہوں فریبِ تمنا لئے ہوئے

دل گیسوئے بتاں میں اُلجھ کر نہ گر پڑے
اُٹھا تو ہے خدا کا سہارا لئے ہوئے

اُس فتنۂ شباب کا عالم نہ پُوچھئے
اِک حشر اُٹھ رہا ہے تماشا لئے ہوئے

حسرت برس رہی ہے رُخِ نامراد پر
یہ کون جا رہا ہے تمنّا لئے ہوئے!

آئی ہے بے حیا میرا ایماں خریدنے
دُنیا کھڑی ہے دولتِ دنیا لئے ہوئے

گو آج تک کسی سے توقع نہ تھی حفیظ
پھرتا ہوں اِک جہان کا شکوا لئے ہوئے

Marfat.com

(۶)

مل جائے مے تو سجدۂ شکرانہ چاہیئے　　پیتے ہی ایک لغزشِ مستانہ چاہیئے

ہاں احترامِ مسجد و بتخانہ چاہیئے　　مذہب کی پوچھیئے تو جداگانہ چاہیئے

رندانِ مے پرست۔ سیہ مست ہی سہی　　اے شیخ گفتگو تو شریفانہ چاہیئے

دیوانگی ہے عقل نہیں ہے کہ خام ہو　　دیوانہ ہر لحاظ سے دیوانہ چاہیئے

اس زندگی کو چاہیئے سامانِ زندگی　　کچھ بھی نہ ہو تو شیشہ و پیمانہ چاہیئے

او ننگِ اعتبار۔ دعا پر نہ رکھ مدار!　　او بے وقوف۔ ہمّتِ مردانہ چاہیئے

رہنے دے جامِ جم مجھے انجامِ جم سنا
کھل جائے جس سے آنکھ وہ افسانہ چاہیئے

(۷)

حُسن نے سیکھیں غریب آزاریاں　　عشق کی مجبوریاں لاچاریاں

Marfat.com

بہ گیا دل حسرتوں کے خون میں — لے گئیں بیمار کو بیماریاں
سوچ کر غم دیجئے۔ ایسا نہ ہو — آپ کو کرنی پڑیں غمخواریاں
دار کے قدموں میں بھی پہنچی نہ عقل — عشق ہی کے سر رہیں سرداریاں
اک طرف جنسِ وفا قیمت طلب — اک طرف میں اور مری ناداریاں
ہوتے ہوتے جان دو بھر ہو گئی — بڑھتے بڑھتے بڑھ گئیں بیزاریاں

تم نے دُنیا ہی بدل ڈالی مری
اب تو رہنے دو یہ دنیا داریاں

---

(۸)

وفاداریاں سخت نادانیاں ہیں — کہ ان کے نتیجے پشیمانیاں ہیں
پشیمانیاں ہیں گناہوں پہ لیکن — بڑے ہی مزے کی پشیمانیاں ہیں
مری زندگی پر تعجّب نہیں تھا — مری موت پر اُن کو حیرانیاں ہیں

Marfat.com

محبت کرو اور نباہ ہو تو پوچھوں — یہ دشواریاں ہیں کہ آسانیاں ہیں
ندامت ہوئی حشر میں جن کے بدلے — جوانی کی دو چار نادانیاں ہیں

مرا تجربہ ہے کہ اس زندگی میں
پریشانیاں ہی پریشانیاں ہیں

(۹)

اے دوست مٹ گیا ہوں فنا ہو گیا ہوں میں
اس دردِ دوستی کی دوا ہو گیا ہوں میں
قائم کیا ہے میں نے عدم کے وجود کو
دنیا سمجھ رہی ہے فنا ہو گیا ہوں میں
ہنسنے کا اعتبار نہ رونے کا اعتبار
یہ زندگی ہے جس پہ فدا ہو گیا ہوں میں

Marfat.com

ہمّت بلند تھی۔ مگر اُفتاد دیکھنا
چُپ چاپ آج محوِ دعا ہو گیا ہُوں میں

نا آشنا ہیں رُتبۂ دیوانگی سے دوست
کم بخت جانتے نہیں کیا ہو گیا ہُوں میں

یہ زندگی فریبِ مسلسل نہ ہو کہیں
شاید اسیرِ دامِ بلا ہو گیا ہوں میں!

ہاں کیفِ بے خودی کی وہ ساعت بھی یاد ہے
محسوس ہو رہا تھا خدا ہو گیا ہُوں میں

---

(۱۰)

اُمیدیں مٹ گئیں آخر ہجومِ یاس و حرماں میں
یہ فتنے سو گئے نیند آ گئی آغوشِ طُوفاں میں

Marfat.com

بڑھا دے کشتیٔ مے ہر چہ باد ا باد اے ساقی

خدا کے آسرے پر چھوڑ دے دریائے عصیاں میں

مری آنکھیں ہیں آزادی کی دو بے رنگ تصویریں

لگی ہیں مدتوں سے روزنِ دیوارِ زنداں میں

خیال و خواب کا ہنگامہ ہے یا اور بھی کچھ ہے

یہ نُور و نار کا جھگڑا ہے کیا کبر و مسلماں میں

وہی اک نالۂ ماتم وہی اک نغمۂ شادی

کبھی صیّاد کے گھر میں کبھی صحنِ گلستاں میں

کسی زلفِ مسلسل کی حکایت چھیڑ اے ناصح

کہیں تو ربط پیدا کر خیالاتِ پریشاں میں

اِدھر صیّاد پھرتے ہیں۔ اُدھر صیّاد پھرتے ہیں

بہار آئی گلستاں میں۔ بہار آئی گلستاں میں

Marfat.com

مجھے بھی تک رہی ہیں اب وہ آنکھیں جنکے جادو سے
غزالانِ حرم آوارہ ہیں کوہ و بیاباں میں
بُری ساعت میں جاگا تھا یہ فتنہ حسن و الفت کا
کہ برپا ہے قیامت آج تک دنیائے انساں میں
بہت آغاز دیکھے ہیں بہت انجام دیکھے ہیں
کئی عبرت کی تصویریں کھنچی ہیں چشمِ حیراں میں
جُنوں کی اب نہ پُوچھو بس یہ سمجھو سانس لیتا ہوں
یہی اک تار باقی ہے گریبانِ رگِ جاں میں

(۱۱)

زندگی کا لطف بھی آجائے گا — زندگانی ہے تو دیکھا جائے گا
جس طرح لکڑی کو کھا جاتا ہے گھُن — رفتہ رفتہ غم مجھے کھا جائے گا

Marfat.com

حشر کے دن میری چُپ کا ماجرا — کچھ نہ کچھ اُن سے بھی پوچھا جائے گا
مسکرا کر مُنہ چڑا کر۔ گھور کر — جائے ہے ہو خیر دیکھا جائے گا
کر دیا ہے تم نے دل کو مطمئن — دیکھ لینا سخت گھبرا جائے گا
حضرتِ دل کام سے جاؤنگا میں — دل لگی میں آپ کا کیا جائے گا

دوستوں کی بے وفائی پر حفیظ
صبر کرنا بھی مجھے آجائے گا

---

(۱۲)

سمجھا ہُوا ہُوں شومئ دستِ دعا کو میں
کچھ روز اَور دیکھ رہا ہُوں خدا کو میں
ثابت قدم رہوں کہ تلاطم کا ساتھ دُوں
ساحل کے رُخ تو لا نہ سکوں گا ہوا کو میں

Marfat.com

کشتی خدا پہ چھوڑ کے بیٹھا ہے مطمئن
دریا میں پھینک دوں نہ کہیں ناخدا کو میں

انسان ہوں خطائے وفا بخش دیجئے
بس کیجئے پہنچ تو چکا ہوں سزا کو میں

مطلب پرست دوست نہ آئے فریب میں
بیٹھا رہا لئے ہوئے دامِ وفا کو میں

آ - اے جنونِ عشق - کہ تکمیلِ زیست ہو
توڑوں طلسم خانۂ ارض و سما کو میں

---

(۱۳)

ملا بھی درد بھرا دل تو کیا - ملا نہ ملا
ترس کے عمر کٹی - درد آشنا نہ ملا

Marfat.com

اُٹھو صنم کدے والو تلاش لازم ہے
اِدھر ہی لوٹ پڑیں گے اگر خدا نہ مِلا

کرم کیا دلِ بے مدّعا دیا تُو نے
ترے کرم کا مگر کوئی مدّعا نہ مِلا

تمام زادِ سفر راستے میں لُٹ جاتا
خدا نے فضل کیا کوئی رہنما نہ مِلا

رسن کو توڑ کے بھاگے ہیں قیدیانِ بلا
وفا تلاش میں نکلی مگر پتا نہ مِلا

بتوں نے عشق دیا - وہ بھی لاعلاج مرض
خدا سے درد بھی مانگا تو لا دوا نہ ملا

برنگِ شعلہ اُڑا ہے مرے شباب کا رنگ
شرابِ تُند ملی تھی مگر مزا نہ ملا

Marfat.com

(۱۴)

ہے ازل کی اِس غلط بخشی پہ حیرانی مجھے
عشق لافانی ملا ہے زندگی فانی مجھے

ہیں وہ بستی ہوں کہ بادِ رفتگاں کے بھیس میں
دیکھنے آتی ہے اب میری ہی ویرانی مجھے

تھی یہی تمہید میرے ماتمی انجام کی
پھول ہنستے ہیں تو ہوتی ہے پریشانی مجھے

حُسن بے پردہ ہوا جاتا ہے یارب کیا کروں
اب تو کرنی ہی پڑی دل کی نگہبانی مجھے

باندھ کر روزِ ازل شیرازۂ مرگ و حیات
سونپ دی گویا دو عالم کی پریشانی مجھے

پُوچھتا پھرتا تھا داناؤں سے الفت کے رموز
یاد اب رہ رہ کے آتی ہے وہ نادانی مجھے

Marfat.com

(۱۵)

خطا کے بعد بشر عجز اختیار کرے
خدا کی شانِ کریمی پر اعتبار کرے

نہ دل ہی نہ تسلی۔ نہ وعدہ ہی نہ وفا
تمہیں کہو تمہیں کس دل سے کوئی پیار کرے

خدا پرست ہی ہے جو اس زمانے میں
بتوں پہ جان بھی ایمان بھی نثار کرے

فغاں کے واسطے ذوقِ سلیم ہے درکار
یہ جس کے پاس نہ ہو صبر اختیار کرے

---

(۱۶)

محبت کی دنیا میں سب کچھ حسیں ہے
محبت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے

کہیں زیر دستوں کو راحت نہیں ہے
نہ زیرِ فلک ہے نہ زیرِ زمیں ہے

وہ بیخود ہوں اتنا نہیں جانتا میں
ترا سنگِ در ہے۔ کہ میری جبیں ہے

جزا و سزا نیتوں پر ہے زاہد!
مجھے بھی یقیں ہے تجھے بھی یقیں ہے

Marfat.com

گلوں کا تبسّم عنادل کا نغمہ
بہار آفریں ہے کہ درد آفریں ہے

(۱۷)

یہ اعترافِ عجز بھی معیوب ہے تو خیر
چُپ ہو رہیں گے۔ کچھ نہ کہیں گے زباں سے ہم
ہاں اِس لئے کہ خاک کا رتبہ بلند ہو
مٹ مٹ گئے دبے نہ مگر آسماں سے ہم
اغیار کی بھی آؤ بھگت خوب یاد ہے
اُس روز خوش ہوئے تھے بہت پاسباں سے ہم
اے زندگی سپردِ خدا کر دیا تجھے
بے فکر ہو گئے ترے سود و زیاں سے ہم

Marfat.com

وہ روحِ زندگی نہیں شرمندگی سہی
خالی نہ جائیں گے درِ پیرِ مغاں سے ہم

(۱۸)

اُس شوخ نے نگاہ نہ کی ہم بھی چُپ رہے،
ہم نے بھی آہ آہ نہ کی ہم بھی چُپ رہے،

آیا نہ اُن کو عہدِ مُلاقات کا لحاظ
ہم نے بھی کوئی چاہ نہ کی ہم بھی چُپ رہے،

دیکھا کئے ہماری طرف بزمِ غیر میں
تجدیدِ رسم و راہ نہ کی ہم بھی چُپ رہے،

تھا زندگی سے بڑھ کے ہمیں وضع کا خیال
جب عمر نے نباہ نہ کی ہم بھی چُپ رہے،

خاموش ہو گئیں جو امنگیں شباب کی
پھر جرأتِ گناہ نہ کی ہم بھی چُپ رہے،

مغرور تھا کمالِ سخن پر بہت حفیظ
ہم نے بھی واہ واہ نہ کی ہم بھی چُپ رہے،

Marfat.com

(۱۹)

کل ضرور آؤ گے لیکن آج کیا کروں — بڑھ رہا ہے قلب کا اختلاج کیا کروں؟
کیا کروں کوئی نہیں احتیاج دوست کو — اور مجھ کو دوست کی احتیاج۔ کیا کروں
اب وہ فکر مند ہیں کہہ دیا طبیب نے — "عشق ہے جنوں نہیں میں علاج کیا کروں"
غیرتِ رقیب کا شکوہ کر رہے ہو تم — اس معاملے میں سخت ہے مزاج۔ کیا کروں
ماسوائے عاشقی۔ اور کچھ کیا بھی ہو — سوجھتا ہی کچھ نہیں کام کاج کیا کروں
محوِ کاردیں ہوں میں۔ بوریا نشیں ہوں میں — راہزن نہیں ہوں میں۔ تخت و تاج کیا کروں

زور اور زر بغیر عشق کیا کروں حفیظ
شہرِ حسن میں ہے اب یہ رواج کیا کروں

(۲۰)

ابھی چاہتا ہوں بہت روز جینا — بہار آفرینا! بہار آفرینا!!

Marfat.com

عبادت کی لذت نہ جی بھر کے پینا — یہ کیا زندگی ہے نہ مرنا نہ جینا
مجھے یاد ہے اپنا انجام ناصح — میں اک روز مر جاؤں گا بس یہی نا!
تنزل کی حد دیکھنا چاہتا ہوں — کہ شاید وہیں ہو ترقی کا زینہ
مرے ڈوب جانے کا باعث تو پوچھو — کنارے سے ٹکرا گیا تھا سفینہ
بڑی کافرہ ساحرہ ہے یہ دنیا — بباطن خبیثہ بظاہر حسینہ

مری گود میں پلنے والی امیدو
بچھڑنے کا یہ بھی ہے کوئی قرینہ؟

---

(۲۱)

نہ کر دل جوئی اے صیاد میری — کہ فطرت ہے بہت آزاد میری
اسیری سے رہائی پانے والو — تمہیں پہنچے مبارکباد میری
سہارا کیوں لیا تھا ناخدا کا — خدا بھی کیوں کرے امداد میری

Marfat.com

بھلا دو مجھ کو لیکن یاد رکھنا ستائے گی تمہیں بھی یاد میری
فرشتے کیا مرتّب کر سکیں گے بہت بے ربط ہے روداد میری
پسند آنے لگی تھی سربلندی یہی تھی اوّلین اُفتاد میری
کیا پابند نَے نالے کو مَیں نے یہ طرزِ خاص ہے ایجاد میری
میرے اشعار پر چُپ رہنے والے تیرے حصّے میں آئی داد میری
قضا کا ظلم حد سے بڑھ گیا ہے کوئی سنتا نہیں فریاد میری
خداوندا قضا نے چھین لی ہے
مرے آغوش سے ارشاد میری

---

(۲۲)

کیا ہو گئیں وہ عہدِ فراغت کی مستیاں
وہ دوستوں کی بزم وہ بادہ پرستیاں

Marfat.com

آخر شکست کھا کے گرا پہلوانِ شوق
افکار کی چلیں وہ زبردست دستیاں

پیاروں کی موت نے مری دنیا اُجاڑ دی
یاروں نے دُور جا کے بسائی ہیں بستیاں

جن سے خیال میں بھی جدائی نہ تھی پسند
وہ خواب ہو گئے ہیں خیالوں کی ہستیاں

ٹوٹے پڑے ہیں آج قرابے شراب کے
کیا جلد اُتر گئیں مرے نشّوں کی مستیاں

کب تک اُٹھیں گے بہرِ دعا دستِ التجا
آخر بلند ہو کے رہیں گی یہ پستیاں

Marfat.com

(۲۳)

خردمند و خرد سے دور ہوں میں — بہت خوش ہوں بہت مسرور ہوں میں
میری مجبوریاں کیا پوچھتے ہو — کہ جینے کے لئے مجبور ہوں میں
جلاتے ہو مجھے کیوں جھڑکیوں سے — نہ موسیٰ ہوں نہ سنگِ طور ہوں میں
نہیں کرتا عزیزوں کی شکایت — عزیزو ہاں بہت مغرور ہوں میں
مجھے سمجھا رہے ہو۔ جاؤ جاؤ — شہیدِ سعی نامشکور ہوں میں
میری دنیا کا سرمایہ ہے عقبیٰ — بڑی تنخواہ کا مزدور ہوں میں
کسی نے بھی نہ پہچانا وطن میں — میں سمجھا تھا بہت مشہور ہوں میں
نہیں ہوں لائقِ تسنیم و کوثر — خرابِ بادۂ انگور ہوں میں

(۲۴)

یعنی میں نامراد بھی ہوں بیوقوف بھی — کچھ اس طرح وہ دادِ وفا دے گئے مجھے
آخر طبیب نے بھی انہی سے کیا رجوع — وہ آئے مسکرائے شفا دے گئے مجھے

Marfat.com

وہ مجھ سے آج عہدِ وفا لینے آئے تھے
جاتے ہوئے فریبِ وفا دے گئے مجھے

جن سے کوئی امید نہ تھی اُن سے کیا امید
جن سے امید تھی وہ دغا دے گئے مجھے

فرما گئے بزرگ کہ "عمرت دراز باد"
میری شرارتوں کی سزا دے گئے مجھے

---

(۲۵)

اُن کو جگر کی جستجو۔ اُن کی نظر کو کیا کروں
مجھ کو نظر کی آرزو اپنے جگر کو کیا کروں

رات ہی رات میں تمام طے ہوئے عمر کے مقام
ہو گئی زندگی کی شام۔ اب میں سحر کو کیا کروں

وحشتِ دل فزوں تو ہے۔ حال مرا زبوں تو ہے
عشق نہیں جنوں تو ہے۔ اسکے اثر کو کیا کروں

Marfat.com

فرش سے مطمئن نہیں۔ پست ہے، ناپسند ہے

عرش بہت بلند ہے۔ ذوقِ نظر کو کیا کروں

ہائے کوئی دوا کرو۔ ہائے کوئی دعا کرو

ہائے جگر میں درد ہے۔ ہائے جگر کو کیا کروں

اہلِ نظر کوئی نہیں۔ اس لئے خود پسند ہوں

آپ ہی دیکھتا ہوں میں اپنے ہنر کو کیا کروں

ترکِ تعلّقات پر۔ گر گئی برقِ التفات

راہگذر میں مل گئے۔ راہگذر کو کیا کروں

---

(۲۶)

جب سے دیکھا ہے جل مرا ننھی ننھی جانوں کا

شمع کا پروانہ نہ سہی پروانہ ہوں پروانوں کا

Marfat.com

یہ دامن ہے یہ ہے گریباں آؤ کوئی کام کریں

موسم کا منہ تکتے رہنا کام نہیں دیوانوں کا

سر کو سرافرازی دے کر سجدوں پر مامور کیا

سر دے کر بھی ہو نہ سکے گا بدلہ ان احسانوں کا

محشر والوں نے بھی مجھ کو شاعر کہہ کر چھوڑ دیا

میری فردِ عمل کو سمجھے مجموعہ افسانوں کا

ایسی جنس فراہم کر لی جس کا گاہک کوئی نہیں

لادے لادے پھرتا ہوں اب پشتارا ارمانوں کا

لے چل ہاں منجدھار میں لے چل ساحل ساحل کیا چلنا!

میری اتنی فکر نہ کر میں خوگر ہوں طوفانوں کا

بیڑا پار لگانے والے میرا منہ کیا تکتا ہے

میں تو ساحل پر رہ کر بھی خوگر ہوں طوفانوں کا

Marfat.com

(۲۷)

بشر کو اس قفس میں تنگ کر کے　　زمین و آسماں والے نے مارا
نگاہیں کام دیتی ہیں نہ راہیں　　مکان و لامکاں والے نے مارا
گوارا ہے دوامی تلخ کامی　　کسی میٹھی زباں والے نے مارا
نصیحت گر کو سمجھاؤ خدارا　　کہ اس سود و زیاں والے نے مارا
کوئی حد بھی ہے تسلیم و رضا کی　　مسلسل امتحاں والے نے مارا
وہ دل میں ہے دل آنکھوں سے نہاں ہے　　نشاں دے کر نشاں والے نے مارا
سوئے منزل لئے جاتا ہے ظالم　　ہمیں اس کارواں والے نے مارا
ہمیشہ کے لئے خاموش ہو کر　　نئی طرزِ فغاں والے نے مارا
مجھے کم ظرف کہلانا پڑے گا　　متاعِ دو جہاں والے نے مارا

اسی مژگان و ابرو کی قسم ہے
اِسی تیر و کماں والے نے مارا

Marfat.com

(۲۸)

چاند اور ستاروں کا یہ سماں کیا دلکش اور سہانا ہے
افسوس مجھے نیند آئی ہے۔ افسوس مجھے سو جانا ہے

اک روز مجھے اُس کوچے میں ناصح کو لے کر جانا ہے
کچھ دل کو راہ پہ لانا ہے۔ کچھ دلبر کو سمجھانا ہے

معصوم اُمنگیں جھول رہی ہیں دلداری کے جھولوں میں
یہ کچی کلیاں کیا جانیں کب کھلنا کب مُرجھانا ہے

دل شیشہ بنے۔ پیمانہ بنے۔ ہم دل کی حقیقت جانتے ہیں
بے رنگ سا اک قطرہ ہے جسے آنسو بن کر بہ جانا ہے

بازار نیا گاہک بھی نئے۔ اب جنسِ وفا کی قدر نہیں
بے سُود نمائش رہنے دے اے دل یہ مال پرانا ہے

اے طائرِ جاں کچھ روز ابھی اُڑنے کی ہوس میں رہنا ہے
اِس تنگ قفس میں رہنا ہے۔ دکھ سہنا ہے غم کھانا ہے

Marfat.com

آسان اُردو نثر میں

حفیظ کے سات طبع زاد افسانے

ایک مجموعے کی صورت میں

طبع ہو چکے ہیں

اس کتاب کا نام

ہفت پیکر

ہے

سید امتیاز علی تاج کا دیباچہ بھی شامل ہے

قیمت عمر

مہتمم دفتر شاہنامہ ماڈل ٹاؤن لاہور

Marfat.com